ایک شمع رُو، پروانہ خُو، ستم پیشہ، وفا شیوہ
ہمہ لقب، ہمہ صفت، نازنین کی کہانی
ایک بے اختیار عورت کی داستان
ممکن ہے یہ سب کچھ آپ کے لیے نیا ہو

ہیو پینے کونٹ • شمیم جیلانی

ایک خلش کا خنجر چھ برس تک اُس کے دل میں پیوست رہا۔ ایک راز کی خلش کا۔ یہ راز اب اُس کے سینے میں ناسور سا بن گیا تھا۔ ابتدا میں اُس راز کا تعلق صرف تین افراد سے تھا مگر رفتہ رفتہ یہ تعداد بڑھتی گئی اور ایڈی کے کرب میں بھی اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ اب یہ کرب اُس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔

اُسے کسی نے اپنا رازدار نہیں بنایا تھا۔ یہ راز محض اتفاقاً اُس کے علم میں آ گیا تھا اور اُس سے التجا کی گئی تھی کہ وہ یہ راز صرف ایک شخص سے مخفی رکھے۔ ایڈی اُس شخص کو پوجتا تھا اور اُس کے لیے بلا تامل جان بھی دے سکتا تھا۔ اُس کی محبت و عنایت ہی ایڈی کی کُل کائنات تھی۔ زندگی میں اس کے علاوہ اُس نے کچھ نہیں کمایا تھا۔ اب اگر وہ یہ اثاثہ بھی گنوا دیتا تو اُس کے دامن میں کیا رہ جاتا؟ اُسے معلوم تھا کہ اگر اُس نے یہ راز اُس شخص کے سامنے کھول دیا تو وہ ایڈی سے بھی بدگمان ہو جائے گا اور اُس کی محبت نفرت میں بدل جائے گی۔ اس کی نوازشیں غیظ و غضب میں ڈھل جائیں گی۔

ریاکاری اور منافقت کے اس دور میں اگر ایک مرد دوسرے مرد سے محبت کا دعوا کرے تو لوگ نہ جانے کیا کیا مطلب اخذ کریں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ایڈی کا ریڈ سے جو ایک بے حد خاص تعلق تھا اُسے صرف لفظِ محبت کے ذریعے بیان کیا جا سکتا تھا اور یہ محبت ہشت پہلو تھی۔

وہ اُس کتے کی طرح ریڈ کا وفادار تھا جو مالک کا اشارہ پا کر موت سے ٹکرا جاتا ہے۔

اُسے ریڈ پر فخر بھی تھا اور وہ اُس کے احسانات سے زیرِ بار بھی تھا۔ کیوں نہ ہوتا۔ ایڈی جب تباہی و بربادی کی دلدل میں دھنس رہا تھا تو ریڈ ہی نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔ اُسے اپنے شانہ بشانہ لا کھڑا کیا تھا اور اُس پر بھروسا کیا تھا۔ اُسے ایک نئی زندگی ہی نہیں دی تھی بلکہ اپنے بیشتر معاملات کا امین بھی بنایا تھا۔ آج کے دور میں کون کسی اجنبی کو اتنا کچھ سونپ سکتا ہے؟ ایڈی یہی سوچتا رہتا۔ اُس کے دل میں ریڈ کی محبت اور فراواں ہو جاتی۔

ریڈ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ وہ امریکہ کے اُن چند سرمایہ داروں میں سے ایک تھا جنھیں زبردست آئی بی ایم کمپیوٹروں پر بھی اپنی دولت کا شمار کرتے ہوئے دشواری پیش آتی ہے۔ ففتھ ایونیو پر عظیم الشان ریڈ مینشن، کارخانے، رہائشی و دفتری عمارتیں، مرغ بانی اور گلہ بانی کے فارم، وسیع و عریض چراگاہیں، فلوریڈا میں بیس کمروں کی ساحلی آرام گاہ، ذاتی طیارہ، نادرِ روزگار تصاویر کی گیلری، مضبوط سیف کے کمرے کی دیواروں میں محفوظ جواہر کا ذخیرہ اور جانے کیا کیا۔

ریڈ سے ملنے سے پہلے ایڈی کے ذہن میں کسی بڑے امریکی سرمایہ دار کا تصور عجیب سا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ بیشتر بڑے سرمایہ دار حلیے یا عادات کے اعتبار سے سرمایہ دار نظر نہیں آتے۔ وہ عموماً بوڑھے، مجہول اور پائی پائی پر جان دینے والے ہوتے ہیں مگر ریڈ اس تصور اور مشاہدے سے بہت مختلف تھا۔

ریڈ اب نوجوان تو نہیں تھا لیکن بڑھاپے کی مدت میں بھی داخل نہیں ہوا تھا۔ قلموں کے چند سفید بالوں سے اُس کی وجاہت میں کچھ اضافہ ہی ہوا تھا۔ وہ امریکی فلموں کے کسی ہیرو سے زیادہ وجیہ اور چاق چوبند تھا۔ دولت اکٹھا کرنے کی بیشتر کاوشیں اُسے ورثے میں

ملی تھیں۔ ان کی افزائش اُس کی غیر معمولی ذہانت کے بل پر ہوئی تھی۔ قدرت نے جس حساب سے اُسے نوازا تھا اُسی تناسب سے وہ خرچ بھی کرتا تھا صرف اپنی ذات اور اپنے متعلقین ہی پر نہیں اُس کی دولت کا ایک معقول حصہ سماجی خدمات پر بھی صرف ہوتا تھا۔ کئی بڑے شہروں میں اُس کے باپ کے نام پر اوقاف قائم تھے اُن کی آمدنی سے غریبوں اور ناداروں کو فائدہ پہنچ رہا تھا۔ طبی تحقیق، فنونِ لطیفہ کے فروغ اور تعلیمی خدمات کے لیے ریڈ فاؤنڈیشن کے تحت بڑے بڑے فنڈ قائم کیے گئے تھے۔ تخلیقی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے اُس کی کمپنیاں کوئی نہ کوئی نمائشی پروگرام اسپانسر کرتی رہتی تھیں۔ تعمیری فلمیں بنانے والے فلم سازوں کو اگر نقصان ہوتا تو اُس کی تلافی کے لیے بھی ریڈ نے ایک الگ فنڈ قائم کر رکھا تھا۔ یوں اُس کا ہالی وڈ کی مشہورِ زمانہ فلمی دُنیا سے بھی رابطہ تھا۔ کبھی کبھار وہ اپنی بھی کوئی فلم بنواتا تھا۔ اُس کی ایک آدھ فلم ہٹ بھی ہوئی تھی لیکن فلمی دُنیا کی تمام تر رنگینیوں کے باوجود ریڈ کی ذاتی توجہ اُس طرف کم ہی تھی۔

اِس مثالی سماجی رُتبے کے باوجود ایڈی جیسے بے حیثیت شخص سے اُس کا رویہ نہایت مربیانہ اور دوستانہ تھا۔ نہایت ذاتی اس تعلق میں بے تکلفی کے ساتھ شفقت بھی شامل تھی۔

پندرہ برس سے ایڈی اُس کے ساتھ تھا لیکن سچ تو یہ ہے کہ وہ کبھی صحیح طور پر اپنی حیثیت کا تعین نہیں کر سکا۔ وہ ریڈ کا دوست، رازداں، کاروباری مشیر اور اُس کے بیشتر نجی و غیر نجی کاموں کا منتظم تھا۔ مجموعی طور پر اُس کے کل مفادات کا محافظ تھا۔ ریڈ کے کسی بھی ادارے یا کمپنی میں اُس کا کوئی باقاعدہ عہدہ نہیں تھا مگر وہ چاہتا تو کسی بھی بڑے سے بڑے عہدے دار سے جواب طلب کر سکتا تھا۔

ایک بار اُسے ایک پیغام ریڈ کو پہنچانا تھا اُس کے خیال میں یہ از حد ضروری پیغام تھا مگر اُس وقت ریڈ جاپان سے آئے ہوئے ایک وفد کے ساتھ میٹنگ میں مصروف تھا۔ ایڈی کچھ تکلفاً اور کچھ آدابِ قواعد کے لحاظ سے دروازے ہی پر دو گھنٹے انتظار کرتا رہا۔ بعد میں ریڈ نے اُس کا بہت مذاق اُڑایا اور اُسے سمجھایا۔ "تم تو اپنے آپ کو آفس بوائے سمجھنے لگے ایڈی! آخر تمہیں کب یقین آئے گا کہ تم میرے خاص الخاص آدمی ہو کسی پیغام کے بارے میں اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ بے حد اہم ہے اور مجھ تک اُس کا فوراً پہنچنا ضروری ہے تو تم بے دھڑک میرے پاس آسکتے ہو خواہ کیسی ہی میٹنگ کیوں نہ ہو رہی ہو۔ جب میں یہ دیکھوں گا کہ تم ضروری اور غیر ضروری باتوں میں امتیاز کرنے کے اہل نہیں ہو تو میں تم سے یہ اختیار واپس لے لوں گا۔" ریڈ کی یہی باتیں ایڈی کے دل میں اُس کی عزت اور محبت کی روشنی کبھی مدھم نہیں پڑنے دیتی تھیں۔ کسی زمانے میں ایڈی ایک جوکی کی حیثیت سے فلوریڈا کے ریس کورس سے متعلق تھا پھر عین اُس وقت جب اُس کی نجی اور پیشہ ورانہ زندگی تباہ ہو چکی تھی، جانے کیسے ریڈ جیسے آدمی کی اُس پر نظر پڑ گئی۔ ریڈ نے اُس کا ہاتھ تھام لیا اور اُسے اپنا خاص معتمد بنا لیا۔ ایڈی اس اتفاق کو اپنی خوش بختی سے تعبیر کرتا تھا۔ ریڈ کی اپنی رائے میں ایڈی پر اُس کی نوازشات بے سبب نہیں تھیں۔ اُس کے خیال میں ایڈی بجا طور پر ان کا مستحق تھا۔ ریڈ محض ایک امیر زادہ نہیں تھا بلا کا مردم شناس بھی تھا۔ وہ آدمی کو پہچان کر ہی اُس کا مقام متعین کرتا تھا۔

ایک بار اُس کی مہ جمال بیوی نے اُس سے یہ سوال کیا تھا کہ وہ ایڈی کو اتنی اہمیت کیوں دیتا ہے؟ "بات یہ ہے ڈارلنگ!" ریڈ نے بے اختیار کہا۔ "مجھ جیسے آدمی کے لوگ ہمیشہ کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی جستجو میں رہتے ہیں کچھ نہ کچھ پانے کی توقع لے کر میرے قریب آتے ہیں لیکن ایڈی کا دل بے غرض ہے اسے بلا طلب کچھ دینا پڑتا ہے اور یہ اسی میں مگن رہتا ہے مزید کی طمع نہیں کرتا۔ دولت اسے مرعوب اور متاثر نہیں کرتی۔ اس کے نزدیک اہمیت صرف اس بات کی ہے کہ آپ اسے مقام کیا دیتے ہیں اور اپنے مقام سے وہ کبھی ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتا۔ موزوں ترین لمحے پر وہ آگے قدم رکھتا ہے اور جب اپنی موجودگی غیر ضروری سمجھتا ہے تو پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کب اسے بولنا اور کب خاموش رہنا چاہیے۔ ہمارے دوستوں اور ملازموں کی تعداد نہ جانے کتنی ہے لیکن کیا تمہیں کسی ایک میں بھی یہ تمام خصوصیات نظر آتی ہیں؟" اُس نے اپنی خوش اندام بیوی سے کہا۔ "تم سے ملنے سے پہلے ایڈی ہی واحد شخص تھا جو میرا مدعا میری زبان کھلنے سے پہلے سمجھ لیتا تھا..... اب اس ہجوم میں صرف تم دونوں ایسے ہو جن پر مجھے اپنے محسوسات ظاہر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔"

"شکر ہے وہ عورت نہیں ہے۔" جوائس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ورنہ شاید مجھ سے پہلے میری جگہ لے چکا ہوتا۔"

"تمہاری جگہ لینے کے لیے آنکھیں خیرہ کر دینے والا یہ حسن وہ کہاں سے لاتا؟" ریڈ نے اشتیاق آمیز لہجے میں جواب دیا۔

شادی سے پہلے جوائس ایک دھان پان اور نازک سی گڑیا کے مانند تھی، اس کے وجود میں ریشم کی نرمی تھی اور باتوں میں شہد کی مٹھاس تھی۔ شادی کے بعد آٹھ برسوں میں وہ کچھ اور خواب آفریں ہو گئی تھی۔ نوخیزی کی ترشی اور کچے پن کی جگہ پکے پھل کا رسیلا پن آگیا تھا۔ خال و خد میں جو ادھورا پن سا تھا وہ مکمل ہو گیا تھا اب وہ شاداب بدن کی ایک حسین و جمیل عورت تھی۔ اُس کا چہرہ پہلے بھی ملگجے اندھیرے میں چاند کی طرح دمکتا تھا مگر اب اُس کے عارض، اُس کے لب چٹک سے گئے تھے۔ ؎

ترے شباب کی دوشیزگی نکھر آئی

ایک ارب پتی کی بیوی ہونے اور شادی کو اتنے برس گزر جانے کے باوجود اُسے کبھی سلمنگ پارلر یا بیوٹی سیلون جانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وہ تو خود حسن و تناسب کی ایک مثال تھی کسی سے حسن کی خیرات مانگنے کیا جاتی۔ بڑی بڑی فتنے جگانے والی لڑکیاں اور قیامتیں برپا کر دینے والی عورتیں بھی اُسے دیکھ دیکھ کے اپنے آپ کو سنوارتی تھیں اور اُس جیسی بننے کی آرزو میں نہ جانے کیا کیا جتن کرتی تھیں۔ شادی کے آٹھ برس بعد بھی ریڈ کے اشتیاق اور وارفتگی میں کمی نہیں آئی تھی۔ وہ اسی طرح جوائس کا دیوانہ تھا جس طرح شادی سے کچھ دن پہلے 'شناسائی' کے مرحلے میں تھا۔ اُس کے حواس پر جوائس کی محبت کا سحر ذرا بھی ماند نہیں پڑا تھا۔

ایڈی جوائس کا بھی اتنا ہی احترام کرتا تھا جتنا اپنے محسن ریڈ کا۔ چھ سال سے وہ

جس اذیت کو برداشت کر رہا تھا اُس کا مرکز جوائس ہی تھی۔

ایڈی نے وہ راز دریافت نہیں کیا تھا بلکہ وہ اس طرح اُس کے علم میں آگیا تھا جیسے کسی کو سرِ راہ کوئی سکہ پڑا مل جائے۔ فرق صرف یہ تھا کہ معمولی سکہ ملنے کی انسان کو خوشی ہوتی ہے مگر اس راز نے ایڈی کے دل میں آگ بھڑکا دی تھی۔ اُس وقت ایڈی تقریباً چالیس برس کا تھا جب خلش کا یہ خنجر اُس کے سینے میں پیوست ہوا۔ اب اُس کی عمر چھ برس بڑھ گئی تھی مگر آج بھی وہ لڑکا سا لگتا تھا۔ اُس کی ساخت ہی ایسی تھی۔ قد صرف سوا پانچ فٹ تھا اور ریس کے ایک گھڑ سوار کے لیے وزن کی جو کم حد مقرر ہے، ایڈی کا وزن اُس سے صرف چار پونڈ زیادہ تھا۔ ریس کورس کے زمانے میں اُس کے ہم پیشہ اُسے قزاق کہتے تھے۔ اُس کے بارے میں مشہور تھا کہ جب اس پر ریس کا ہیجان طاری ہو، اُس وقت اگر اُس کے راستے میں گھوڑے کے بجائے انسان آجائے تو وہ اُس پر سوار ہو کے اُسے بھی گھوڑے کی رفتار سے دوڑا سکتا ہے۔ اُس کا قد مختصر اور وزن کم ضرور تھا مگر وہ بہت سے لحیم شحیم اور گراں ڈیل جوان مردوں سے زیادہ مضبوط اور سخت جان تھا، وائلن کے تار کی طرح، جو بال جیسا باریک ہوتا ہے مگر آسانی سے ٹوٹتا نہیں اور جسم ہی نہیں اُس کا ذہن بھی ایسا ہی مستعد تھا۔ ریس کے دوران وہ اپنے گھوڑے کی رفتار اور راستے کے علاوہ حریف کے گھوڑے پر بھی نظر رکھتا تھا۔ صرف ریڈ ہی اس حقیقت سے واقف تھا کہ ایڈی نے عین اُس دور میں اپنا پیشہ کیوں ترک کر دیا جب وہ عروج پر تھا اور امریکہ کے مشہور جوکیوں میں اُس کا شمار ہونے لگا تھا۔

اُنتیس برس کی عمر میں اُس کی شادی ہوگئی تھی۔ شادی کے بعد خاصے عرصے تک ایڈی اپنی محبوب بیوی کو وہ آسائشیں مہیا نہیں کر سکا جن کے اُس نے خواب دیکھے تھے اور جب اُس کے دن پھرے تو وہ جانِ وفا روٹھ گئی۔ ایک رات ایڈی کی گاڑی کو حادثہ پیش آگیا۔ وہ خود تو اس حادثے میں معمولی زخمی ہوا لیکن اُس کی بیوی مہینوں جاں کنی میں پڑی رہی۔ اُس کے آٹھ آپریشن ہوئے۔ ایڈی نے وہ سب کچھ کیا جو اُس کے بس میں تھا۔ بڑے ڈاکٹروں اور سرجنوں تک رسائی حاصل کی جن کے بارے میں اُسے نئی امید دلائی گئی۔ آخر وہ قلاش ہوگیا۔ ابھی کئی آپریشن باقی تھے۔ دیانت داری سے مزید رقم جمع کرنے کے لیے ایڈی کو بہت عرصہ درکار تھا اور ضرورت اُسے جلد از جلد تھی چنانچہ مجبوراً وہ پیشہ ورانہ بددیانتی اختیار کرنے میں ذرا بھی نہ ہچکچایا۔ اُسے معلوم تھا کہ ڈاکٹروں اور سرجنوں کو صرف فیس سے غرض ہوتی ہے، وہ یہ نہیں پوچھتے کہ دولت آئی کہاں سے ہے لیکن قسمت ایڈی پر نامہرباں ہو چکی تھی۔ اُس کی بددیانتی پکڑی گئی۔ اُس نے دانستہ لگام کھینچ کر اپنا گھوڑا پیچھے رکھنے کی کوشش کی اور یوں جیتی ہوئی ریس ہار گیا۔ اُن دنوں ریس کے قواعد و ضوابط بہت سخت تھے۔ یہ کاروبار بے شک غیر اخلاقی تھا مگر اس میں بے ایمانی برداشت نہیں کی جاتی تھی۔ ایڈی نے یہ تو نہیں بتایا کہ اُس کی کس سے ساز باز تھی لیکن اُسے ریس میں حصہ لینے کے لیے نااہل قرار دے دیا گیا۔ اُس کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی نہیں کی گئی کیونکہ یہ معاملہ اتفاقاً ریڈ کے علم میں آگیا تھا۔ ریڈ اُس وقت منتظمین کے اجلاس میں موجود تھا۔ ریس کورس میں دو گھوڑے اُس کے بھی دوڑتے تھے۔ اُس نے ایڈی کو اپنی پناہ میں لے لیا۔

ایڈی کی بیوی مر گئی۔ پھر وہ کبھی گھوڑوں کے قریب بھی نہ پھٹکا۔ پابندی اپنی جگہ اُس کے دل میں حوصلہ ہی نہ رہا کہ کسی تن درست اور مچلتے ہنہناتے گھوڑے کے قریب جا سکے تاہم اُس کی صلاحیتیں برقرار تھیں اور یہ بات اقبال مند ریڈ نے پہلی نگاہ میں پرکھ لی تھی۔ ریڈ کو اپنے بارے میں یقین تھا کہ وہ زبردست مردم شناس ہے۔ یہ کسی خود پرست شخص کی خوش فہمی نہیں، ایک کامیاب آدمی کی غیر جذباتی رائے تھی لیکن ایڈی کو اس نے اپنے سے بھی بڑا مردم شناس پایا۔ وہ جلد ہی ایڈی کی اس غیر معمولی صلاحیت پر تکیہ کرنے لگا۔ بعض بڑے بڑے سرمایہ کاروں سے ریڈ کے کاروباری معاملات پروان نہیں چڑھ سکے تھے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ریڈ نے انھیں اس پستہ قد اور کم گو شخص کے کہنے پر جواب دے دیا ہے۔ وہ اُسے ریڈ کا ڈرائیور اور چھوٹے موٹے کام انجام دینے والا کوئی معمولی ملازم سمجھتے ہیں۔

چھ سال پہلے تک ایڈی اپنی زندگی اور اپنے مقام سے مطمئن تھا۔ اُس وقت ریڈ کی شادی کو دو برس گزرے تھے۔ ایڈی کا دل تو بیوی کی موت کے بعد ویران ہو چکا تھا اور اس نے اُس پر فراموشی کے قفل ڈال دیے تھے۔ وہ بس ریڈ اور جوائس کو خوش دیکھ کر خوش ہو لیتا تھا مگر چھ سال قبل یہ خوشی خاک میں مل گئی اور اُس کا سینہ اذیت کدہ بن کر رہ گیا۔

کرسمس کا موقع تھا۔ ہر کرسمس پر ایڈی اپنے مربی ریڈ کو کوئی نہ کوئی تحفہ پیش کرتا تھا۔ اس بار اُس نے سگاروں کا ڈبا دینے کا فیصلہ کیا۔ ریڈ ہوانا کے خاص سگار پیتا تھا مگر ایڈی نے اس سے بھی زیادہ خصوصی سگار کا ایک اسٹور دریافت کیا تھا۔ وہ گریمرسی پارک میں پلیئرز کلب نامی ایک اسٹور تھا۔ ہوانا سے درآمد خاص الخاص سگار صرف اسی اسٹور پر دستیاب ہوتے تھے اور کلب کے ارکان ہی کو فروخت کیے جاتے تھے۔ نیویارک میں دسمبر کی کڑکڑاتی سردی پڑ رہی تھی۔ دوسرے روز کرسمس تھا۔ ایڈی سرِشام دفتر سے نکلا۔ اپنی کار کے بجائے اُس نے ٹیکسی کو ترجیح دی۔ کرسمس کی بھیڑ بھاڑ کے دنوں میں اپنی گاڑی لا پھنسانے سے بہتر یہی تھا کہ ٹیکسی کر لی جائے۔ اپنے زمانے کا مشہور جوکی ایڈی کا ایک دوست پلیئرز کلب کا ممبر تھا۔ اُس کی سفارش پر ایڈی کو سگاروں کا ڈبا مل گیا۔ وہ سگار لے کے پارک سے گزرتا ہوا پارک ایونیو ساؤتھ کی طرف چلا تاکہ کوئی ٹیکسی پکڑ لے۔ پارک کی آہنی ریلنگ کے ساتھ چلتا ہوا وہ پرانے وقتوں کے شان دار مکانوں پر تہوار کی جگمگاتی روشنیاں اور سجاوٹ دیکھتا جا رہا تھا کہ اچانک ٹھٹک کے رک گیا۔ اُس نے دیکھا سامنے بھورے پتھر کے ایک مکان کا دروازہ کھلا۔ ایک مرد اور ایک عورت لگاوٹ کے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے نمودار ہوئے اور سڑک پر آگئے۔ ذرا دور درخت کے سائے میں ایک کار کھڑی تھی۔ ایڈی اُسے خوب پہچانتا تھا۔ یہ زرد رنگ کی فورڈ کیپری تھی۔ ریڈ کی ذاتی کاروں میں سے ایک۔ ایڈی کو اپنے شبہے کی تصدیق کے لیے سڑک کے پار جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

وہ عورت جوائس تھی۔ مرد بھی ایڈی کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ وہ ایک چھوٹا تاجر تھا مگر کسی خاندانی حوالے سے ریڈ کے گھر میں بھی اُس کا آنا جانا تھا۔ ایڈی کو آگے جا کر جوائس سے یہ پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے۔ گزرے لمحوں کا افسانہ اُن دونوں کے چہروں پر لکھا تھا۔ اُن کی حرکات و سکنات، اُن کا والہانہ پن، اُن کی سرشاری

سب کچھ بتائے دے رہی تھی..... اور یہ کہانی ایسی نئی بھی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ جانے کتنی بار دُہرائی گئی ہوگی۔

ایڈی کی رگوں میں خون منجمد ہونے لگا۔ یہ باہر کی سردی کا اثر نہیں تھا۔ مرد کار تک جوائس کو پہنچانے آیا۔ جوائس کار میں بیٹھ کر رخصت ہو گئی۔ وہ شخص پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے خاصی دیر تک دیوار کے قریب کھڑا رہا اور پُرخیال نظروں سے اُس طرف دیکھتا رہا جدھر جوائس کی کار گئی تھی۔ اُس کے ہونٹوں پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی پھر وہ واپس مکان کی طرف چل دیا۔

ایڈی کو جنگلے کا سہارا لینے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اُسے یقین نہیں تھا کہ اگر اُس نے چلنے کی کوشش کی تو ٹانگیں اُس کا وزن سہار سکیں گی۔ وہ تو ریڈ کے لیے کرسمس کا تحفہ لینے آیا تھا، یہ کیا روگ لے چلا تھا۔

اُسے معلوم تھا کہ جوائس ریڈ کی زندگی ہے۔ وہ ریڈ کو کیسے بتاتا کہ اُس کی زندگی اُسے دھوکا دے رہی ہے اور اُس سے اتنا بڑا جھوٹ بول رہی ہے۔ آدمی اپنی بساط کے سوا کتنا دیکھ سکتا ہے کتنا سُن سکتا ہے۔

کسی ٹیکسی والے نے گویا اُس کی حالت جانتے ہوئے اُس کے عین قریب ٹیکسی روکی۔ وہ دروازہ کھول کر پچھلی نشست پر ڈھیر ہو گیا۔ اپنے فلیٹ پہنچ کر وہ ایک مہمان کی طرح ڈرائنگ روم میں صوفے پر بیٹھ گیا اور سگریٹ پینے لگا۔ وہ میڈیسن کے مشرق میں ریڈ مینشن کے قریب ہی دو کمروں کے اس فلیٹ میں رہتا تھا۔ فلیٹ کی دیواروں پر ریس کے سابق اور موجودہ گھوڑوں کی تصویریں کندہ تھیں۔ وہ ایک کے بعد دوسری سگریٹ سلگاتا رہا اور سوچتا رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ ان حالات میں میری ذمے داری کیا ہے؟ کیا ریڈ کو اس ناگفتنی سے آگاہ نہیں ہونا چاہیے؟ کیا وہ انتہائی سفاکی و بے رحمی سے ریڈ کو موت کے گھاٹ اُتار دے؟ اسے اس راز میں شریک کر لینے کا مطلب یہی تھا۔ کیا ریڈ میری بات کا یقین کرے گا؟ بے شک میں اس کا خاص معتمد ہوں مگر جوائس اُس کی نس نس میں شامل ہے۔ مسئلہ انتخاب کا آ پڑے تو یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ترجیح اپنی جوائس ہی کو دے گا۔ جوائس اُس عمارت میں اپنے ہونے کے بیسیوں جواز پیش کر سکتی ہے اور وہ لمحہ تو گزر ہی چکا ہے جب چہروں پر لکھی ہوئی کہانیاں پڑھی جا سکتی تھیں۔

ایڈی بدستور سوچوں کے بھنور میں چکرا رہا تھا۔ معاً دروازے پر دستک ہوئی۔ اُس نے گھڑی دیکھی، رات کے دس بج چکے تھے۔ اس وقت اُسے کسی کے آنے کی توقع نہیں تھی۔ کون ہو سکتا ہے؟ اُس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ ممکن تھا کہ وہ ہڑبڑا کر پیچھے ہٹ جاتا لیکن شاید اُس میں سکت ہی نہیں رہی تھی۔ وہ آج جس حیرت اور صدمے سے گزر چکا تھا، اُس کے بعد اب بڑی بڑی باتوں کی بھی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

جوائس اس کے دروازے پر کھڑی تھی۔

وہی مہتاب چہرہ، وہی زلفوں کی سیاہ ریشمیں گھٹائیں، وہی رخساروں کے کنول، وہی ہونٹوں کے گلاب، جھیل سی آنکھوں میں وہی چمک جیسے کوئی جوشیلا بچہ دنیا کے سارے بھید جان لینے کا عزم لیے گھر سے نکلا ہو۔ ذرا بھی تو فرق نہیں آیا تھا اُس کی شگفتگی و شادابی میں۔ ریڈ نے ٹوٹ کر اُسے چاہا تھا مگر جوائس نے کیسی سنگدلی سے اُسے دھوکا دیا تھا، اس کے بعد تو ایڈی کے خیال میں اُس کے وجود سے تعفن اُٹھنا چاہیے تھا مگر وہ مہک رہی تھی رات کی رانی کی طرح۔ ایڈی کا گمان غلط تھا کہ آج شام جوائس نے اُسے سڑک کے پار کھڑے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔

"کیا اندر آنے کو بھی نہیں کہو گے؟" اُس کے لہجے میں مان بھی تھا اور متانت بھی۔ التجا بھی تھی اور تمکنت بھی۔

ایڈی خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ قامت میں ایڈی سے نکلتی ہوئی تھی۔ اُس کے پاس سے گزر کے وہ نشست گاہ میں آ گئی اور چند لمحوں کے لیے اِدھر اُدھر کا جائزہ لیتی ہوئی دیوار پر آویزاں تصویریں دیکھنے لگی۔ "تم ابھی تک انھیں عزیز رکھتے ہو حالانکہ پھر شاید تم نے ریس کے میدان کی طرف مڑ کے بھی نہیں دیکھا۔"

ایڈی نے آہستگی سے دروازہ بند کیا اور ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ جوائس اپنا گہرا نیلا مخملی کوٹ اتارنے لگی۔ یہ ریڈ نے اُسے پیرس سے لا کے دیا تھا۔ اندر وہ سبز اونی لباس پہنے ہوئے تھی۔ ایڈی اُسے دیکھتا رہا۔ چند گھنٹے پہلے وہ اس کے متعلق کیسے محترم اور خوب صورت احساسات رکھتا تھا کہ وہ سر بہ سر ریڈ کے لیے ہے آخری دم تک ریڈ کے لیے۔ موت ہی انھیں ایک دوسرے سے جدا کر سکتی ہے۔ اب ایڈی کی دانست میں وہ کسی کے لیے بھی تھی، یہاں تک کہ اُس کے لیے بھی ہو سکتی تھی۔ انسانوں کو پڑھنے میں ایڈی اپنے آپ کو بہت ماہر سمجھتا تھا لیکن پہلی بار اُسے احساس ہوا کہ جوائس کو شاید وہ کبھی صحیح طور پر نہ پڑھ سکا اور اس وقت بھی صحیح طور پر نہیں پڑھ رہا ہے۔ جوائس کے چہرے پر ندامت، خوف یا تاسف کی کوئی علامت نہیں تھی۔ اس جگہ اُس نے پہلی بار قدم رکھا تھا لیکن اُس کے کسی انداز سے اجنبیت کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ لگتا تھا اس گھر اور گھر کی ہر چیز سے اُس کی آنکھیں مانوس ہیں۔ کوٹ نہایت نفاست سے کرسی کی پشت پر لٹکانے کے بعد اُس نے کسی تمہید کے بغیر دھیمی آواز میں کہا۔ "تم اس سلسلے میں کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو ایڈی؟" وہ پلکیں جھپکائے بغیر ایڈی کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔ ایڈی ہونٹوں پر زبان پھیر کے رہ گیا۔

"آج شام میں نے تمھیں دیکھ لیا تھا۔" جوائس نے شستہ لہجے میں کہا۔ "اور مجھے معلوم ہے کہ تم نے بھی مجھے دیکھ لیا تھا۔ اسی لیے میں پہلی فرصت میں یہاں آئی ہوں۔ مجھے معلوم تھا کہ تمھارے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔"

"میرے دل پر؟" ایڈی نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ فی الحال ریڈ تو اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس انتشار اور اذیت سے دوچار نہیں ہے۔"

اُس کی زبان میں روانی تھی، ارتعاش نہیں تھا۔ آواز کا ترنم بھی برقرار تھا۔ وہ ایک قدم بڑھ کے اُس کے اور قریب آ گئی۔ "اگر اس معاملے کا تعلق ریڈ سے نہ ہوتا تو تم بھی اتنے پریشان اور دل گرفتہ نہ ہوتے۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولی۔ "لیکن چند لمحے کے لیے فرض کر لو کہ تم ریڈ کو بھی نہیں جانتے اور مجھے بھی نہیں۔ فرض کر لو کہ تمھاری عدالت میں ایک اجنبی جوڑے کا مقدمہ زیرِ سماعت ہے اور اس ضمن میں تمھیں میرا موقف سننا ہے۔ ٹھنڈے دل سے میری بات سُن کے تم جو کچھ بھی کرو گے، میں تمھیں اُس میں حق بجانب سمجھوں گی۔"

اُس کی بات سننے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اس طرح اسے اپنے حواس متوازن کرنے کا وقت بھی مل سکتا تھا۔ ریڈ کے متعلق ایڈی کو بھی معلوم تھا کہ اس وقت وہ یونیورسٹی کی ایک تقریب کی صدارت کرنے گیا ہوگا اور دیر سے واپس ہوگی چناں چہ بات سننے کے لیے خاطر خواہ وقت بھی میسّر تھا۔

"اگر تم پسند کرو تو بیٹھ جاؤ۔" ایڈی نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ آج اُس نے پہلی بار غیر ارادی طور پر اُسے اس رسمی انداز میں مخاطب کیا تھا جو اُس نے غالباً اس تبدیلی پر توجہ نہیں دی اور صوفے پر بیٹھنے کے بجائے کمرے میں ٹہلنے لگی تاہم ایڈی بیٹھ گیا اور لرزاں ہاتھوں سے نئی سگریٹ سلگانے لگا۔ "فرض کرو اگر مجھے کوئی ناقابلِ علاج بیماری لاحق ہو اور ڈاکٹروں نے بتایا ہو کہ میں صرف ایک سال اور زندہ رہوں گی ایسی صورت میں مجھے کیا کیا کرنا چاہیے؟ میں دو ہی فیصلے کرسکتی ہوں کہ ریڈ کو اس حقیقت سے آگاہ کردوں یا نہ کروں۔ خاموشی کی صورت میں میں مزید ایک سال کے لیے اُس کی زندگی میں خوشیاں بھر سکتی ہوں اور اعتراف کرنے پر اعتراف کرنے کی صورت میں تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کیسے ذہنی انتشار اور روحانی خلفشار میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ وہ میری آخری سانسوں تک کانٹوں پر لوٹتا رہے گا میرے ختم ہو جانے کے بعد بھی شاید مدت تک اُسے چین نہ آسکے پھر مجھے کیا فیصلہ کرنا چاہیے؟ یہی ناکہ میں یہ بات اُس سے چھپائے رکھوں جہاں تک بن سکے چھپائے رکھوں۔"

"مگر اس معاملے کا بیماری اور تن درستی سے کیا تعلق؟" ایڈی نے سنبھل کے کہا۔

"یہ معاملہ تو بہت مختلف ہے۔"

"میں یہی تو بتا رہی ہوں کہ یہ معاملہ بیماری سے مختلف نہیں ہے۔ کم از کم میری حد تک۔" جو اُس نے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے گہری سانس لی اور قدرے دھیمے لہجے میں بولی۔ "میری عمر اس وقت تیس سال ہے ایڈی! اور ریڈ بیتالیس سال کا ہو چکا ہے۔ اٹھائیس سال کی عمر تک میں نے شادی نہیں کی تھی۔ ظاہر ہے اس کی وجہ نہیں تھی کہ مجھے کوئی مناسب آدمی میسّر نہیں آیا تھا۔ وجہ صرف یہ تھی کہ کوئی مجھے متاثر ہی نہیں کرسکا تھا۔ میرا دل آمادہ ہی نہیں ہوا۔ میرا دل کہتا تھا کہ اگر میں نے کسی سے شادی کر بھی لی تو اُس کی وفادار نہیں رہ سکوں گی۔ مجھے ہرجائی پن کی بیماری لاحق تھی۔ ایسی نظروں سے میری طرف مت دیکھو۔ ہاں مجھے اعتراف ہے کہ یہ بیماری مجھے اُس وقت بھی لاحق تھی۔ پھر ایک روز میری ملاقات ریڈ سے ہو گئی۔ پہلی بار میرا جی چاہا کہ ویسی ہی بن جاؤں جیسی کوئی مجھے سمجھتا ہے اور جو میں خود چاہتی ہوں۔ بلاشبہ میں ریڈ کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی۔ اور میں نے سوچا تھا کہ شاید یہی وہ شخص ہے جس کی محبت میرا علاج بن جائے گی۔"

"علاج؟" ایڈی نے تیکھی نظر سے اُسے دیکھا۔

"ہاں علاج!" وہ ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں بولی۔ "مجھے بتاؤ آج شام اگر تم پر یہ انکشاف ہوتا کہ میں شراب یا کسی اور نشے کی عادی ہوں تو کیا تم فوراً نتیجہ اخذ کر لیتے کہ مجھے ریڈ سے محبت نہیں ہے یا میں اُس کی وفادار نہیں ہوں؟"

"نہیں۔" ایڈی نے تسلیم کیا۔ "منشیات کا عادی ہونا ایک طرح کی بیماری ہے۔"

جو اُس نے مضطربانہ انداز میں سر پر ہاتھ اُٹھایا اور مخروطی انگلی سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "میں یہی بتا رہی ہوں کہ مجھے جو کچھ لاحق ہے وہ بھی ایک بیماری ہی ہے۔ ایک نشے باز کا نشہ پورا نہ ہو تو اُس کا جسم و ذہن شکست و ریخت کے جن اذیت ناک مرحلوں سے گزرتا ہے میں بھی انھی مرحلوں سے گزرتی ہوں۔ میرے اندر موجود کوئی صحرا مجھے بھٹکاتا رہتا ہے۔ میں اُس سے دُور بھاگتی ہوں لیکن تھک کے آخر اُس کے آگے ہتھیار ڈال دیتی ہوں۔ تمھیں شاید یاد ہو کہ ایک بار میرا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اور میں دو ماہ کے قریب اسپتال میں رہی تھی۔ یہ اسی مزاحمت کا نتیجہ تھا۔ یہ مت سمجھو کہ میں نے مزاحمت کی کوشش نہیں کی۔ یہ راز سینے میں چھپائے میں نے آپ اپنا علاج کرنے کا ہر جتن کیا تھا کہ شادی سے پہلے میں نے اپنا نفسیاتی تجزیہ بھی کرایا۔ اُف یہ کیسا عفریت ہے۔ نامعلوم خواہشوں کا یہ کون سا عفریت ہے جو کسی ننھے سے قالب میں ڈھل کر میرے وجود میں سما گیا ہے۔ کسی مشاق سرجن کا نشتر اسے آپریشن کے ذریعے میرے جسم سے نکال سکتا ہے لیکن وہ نشتر کہاں ملتا ہے۔ گھٹتے بڑھتے چاند کی تاریخوں کے ساتھ ساتھ جس طرح سمندر میں مدّو جزر آتا ہے اسی طرح میرے وجود میں بھی یہ عفریت سکڑتا پھیلتا رہتا ہے۔ اس کے معمول میں کبھی فرق نہیں پڑا۔۔۔ تم پھر عجیب نظروں سے میری طرف دیکھ رہے ہو۔۔۔ یقین کرو ایڈی! میں نے اس عذاب سے نجات کے لیے مقدس راہبوں تک سے رجوع کیا ہے لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا کسی جتن سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔" پھر اُس کی اعصاب شکنی دہی بے چارگی۔

"اس کے باوجود تم نے ریڈ سے شادی کر لی؟"

"میں نے کہا نا کہ میں بے بس ہو گئی تھی۔ میں اُس کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔" پھر وہ زور دے کر بولی۔ "اور کیا اب ایسا نہیں ہے۔ اب بھی وہی ہے۔ شادی سے کچھ عرصے پہلے اور کچھ عرصے بعد تک ریڈ ہی مجھے اپنا چارہ گر اپنا مسیحا لگا۔ میرا خیال تھا کہ اُسے پانے کے بعد میرا یہ ادھورا پن دُور ہو جائے گا۔ اس کی دنیا میں آکر میں تکمیل کو پہنچ جاؤں گی میرے جنون کو چہ گردی کو قرار آجائے گا۔ ریڈ کی صورت میں مجھے کیا نہیں ملا لیکن میرے رگ و پے میں جو سیماب بھرا ہوا ہے اس نے مجھے کسی در کا نہیں رکھا تو اپنا کب کہا ہے۔ کچھ بھی میرے اختیار میں نہ رہا۔۔۔ اور ابھی تک نہیں ہے۔ میں اپنے علاج سے مایوس ہو چکی ہوں ایڈی! قطعی مایوس۔"

"چنانچہ اب تم ریڈ کی عزت خاک میں ملاتی پھر رہی ہو۔" ایڈی نے تلخی سے کہا۔

"میں نے نہیں چاہا تھا کہ ایسا ہو۔" اُس کے لہجے میں افسردگی آگئی۔ "مجھے جب احساس ہوا کہ میں ناقابلِ علاج ہوں تو ریڈ کو سب کچھ بتا دینے کا ارادہ کیا۔ میں اُس سے درخواست کرنا چاہتی تھی کہ اُس کے لیے یہی مناسب ہے وہ یہ بندھن توڑ کے مجھے میرے حال پر چھوڑ دے لیکن میں یہ بھی نہ کر سکی۔ میں جب دیکھتی ہوں کہ وہ مجھ پر کتنا ناز کرتا ہے میں اُس پر کتنی شاد ہوں تو اُس سے کچھ کہنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ میں ہی اُس کی متاعِ حیات ہوں۔ یہ بھی کہوں کہ کل کائنات ہوں تو کچھ غلط نہیں ہوگا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ انکشاف اُسے مار نہ ڈالے اُس کے دل کی حرکت بند نہ ہو جائے۔ میں تم سے سچ کہتی ہوں کہ میرے دل میں اُس کے لیے محبت ہی محبت ہے اور میں اسے اتنا بڑا تو کیا کوئی معمولی صدمہ بھی نہیں پہنچا سکتی چناں چہ۔۔۔" اُس نے ایک گہری سانس لی۔ "میں دو دنیاؤں میں

ہوں ایک ریڈ کی دُنیا ہے، وفا، اعتماد اور مسرتوں کی دُنیا۔ دوسری میری اپنی دنیا ہے جس میں بیسیوں بچھو ہیں، میرے جسم و جاں سے چمٹے ہوئے بچھو جو مجھے ڈنک مارتے رہتے ہیں۔ یہ کس کی تلاش، کس منزل کی جستجو ہے، میں نہیں جانتی اور میرا زیادہ وقت ان کوششوں میں صرف ہوتا ہے کہ ریڈ میری اس دُنیا کو دیکھنے نہ پائے، اس راز سے آگاہ نہ ہو سکے۔ میں بہت زیادہ محتاط رہتی ہوں، آج پہلی بار مجھ سے یہ بے احتیاطی سرزد ہوئی کہ عمارت سے تنہا نکلنے کے بجائے پال کے ساتھ نکل آئی۔ سامنے تم کھڑے تھے۔ بے احتیاطی کا ایک معمولی لمحہ بھی کتنے بڑے عذاب کا سبب بن جاتا ہے۔"

"ٹھیک ہے کہ یہ ایک مرض ہے اور اس پر تمہارا اختیار نہیں لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ریڈ کو ہمیشہ یوں ہی دھوکا دیتی رہو گی؟" ایڈی کے لہجے میں تلخی برقرار تھی۔ "اسی طرح بے وفائی کی مرتکب ہوتی رہو گی؟"

"میری بات سنو ایڈی! کیا یوں اس کی بھلائی، اس کی خوشی مقصود نہیں ہے۔" وہ آزردگی سے بولی۔ "ریڈ مجھ سے جو توقعات رکھتا ہے کیا میں انھیں پورا نہیں کرتی؟ کیا میں اپنی روح اور جسم پر اس کی ملکیت تسلیم نہیں کرتی؟ کیا میں اس کے لیے رسوائی کا باعث بنتی ہوں؟ اس کی ذات کو تماشا بناتی ہوں؟"

"کیسی عجیب بات ہے، تم مجھ سے یہ کہہ رہی ہو، مجھ سے!" ایڈی اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "میرے سامنے تم نے اس کی ذات کو تماشا بنایا ہے۔"

"لیکن ریڈ کو تو نہیں معلوم۔" وہ تند لہجے میں بولی۔ "وہ کسی اذیت میں مبتلا نہیں ہے۔ وہ محبت اور اعتماد کی دنیا میں مگن ہے اور اس وقت تک مطمئن ہی رہے گا جب تک تم اس حقیقت سے پردہ نہ اٹھاؤ۔ جب تک تم اس کی دنیا تہ و بالا کرنے، اس کی خوشیاں برباد کرنے کا فیصلہ نہ کرلو۔ بہرحال یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ اگر تم اپنی زبان بند رکھو تو میں اپنی زندگی میں آئندہ بے احتیاطی کا کوئی لمحہ نہیں آنے دوں گی۔ اس طرح ریڈ کے اس حقیقت سے آگاہ ہونے کا امکان ایک فی صد سے بھی کم ہوگا۔" ایڈی مسلسل اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی کم از کم ایک بات بالکل درست تھی۔ اس کی وابستگی واقعی ریڈ کی زندگی تھی اور اس کی بے وفائی کی اطلاع واقعی ریڈ کی شہ رگ کاٹ دینے کے مترادف تھی۔ "میں تمہارے پاؤں بھی پڑ سکتی ہوں ایڈی!" جوائس بولی۔ "اور تم سے وعدہ بھی کر سکتی ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ میں اپنے آپ کو سدھاروں گی لیکن یہ سب کچھ جھوٹ ہوگا، یہ مد و جزر جاری رہے گا۔ میں جانتی ہوں کہ میں اسی تلاطم سے دوچار رہوں گی۔ البتہ یہ وعدہ میں ضرور کرسکتی ہوں کہ ریڈ کو اذیت سے بچانا میری اوّلین کوشش ہوگی لیکن اس کا زیادہ دار و مدار اب تم پر ہے۔"

وہ ایڈی کو سوچوں کے بھنور میں چھوڑ کر رخصت ہوگئی۔

✤ ایڈی نے اس رات جوائس کو کوئی جواب نہیں دیا تھا لیکن کئی دن کے ذہنی انتشار کے بعد آخر وہ اسی فیصلے پر پہنچا کہ یہ راز اس وقت تک اپنے سینے تک محدود رکھے جب تک ریڈ کی مسرتیں محفوظ ہیں اور اس کے سماجی رتبے پر حرف آنے کی نوبت نہیں آتی۔ جب تک ایڈی کو ریڈ کی مسرتوں کی ضمانت حاصل رہے گی وہ سب کچھ خود تک محدود رکھے گا۔

چھ سال تک ایڈی اس راز کا بوجھ اٹھائے پھرتا رہا اور اپنا خون جلاتا رہا۔ چھ

سال تک وہ خاموش تماشائی بنا رہا۔ اب اُسے علم رہتا تھا کہ جوائس کی ذات میں جو سمندر مقید تھا وہ کب تلاطم سے دوچار ہوا اور کب اُسے قرار آیا۔ شادی کو سال پر سال بیت جائیں تو عموماً جوڑوں میں وہ اشتیاق، وہ اضطراب باہمی رفاقت میں وہ گرم جوشی نہیں رہتی مگر ریڈ کا معاملہ دیگر تھا۔ گزشتہ چھ برسوں میں جوائس کے لیے اُس کی وارفتگی اور بڑھ گئی تھی کم نہیں ہوئی تھی۔ جذبوں کی تپش اور فزوں ہو گئی تھی۔ اب اس راز کا انکشاف اُس کے لیے اور زیادہ خطرناک ہو سکتا تھا۔

..... پھر نہایت ہی غیر متوقع طور پر سب کچھ درہم برہم سب کچھ تہ و بالا سا ہو گیا۔

ایڈی کے اگر کچھ قریبی دوست ہوتے یا وہ کچھ لوگوں میں اُٹھنے بیٹھنے کا عادی ہوتا تو یقیناً وہ محسوس کر لیتے کہ گزشتہ چھ برسوں میں ایڈی کتنا بدل گیا ہے۔ جیسے جیسے جوائس کے قریب آنے والے مردوں کی فہرست لمبی ہوتی گئی ایڈی پر اس راز کا بوجھ بڑھتا گیا۔ اس کے جسم میں کانٹے بڑھتے گئے۔

وہ جوائس کی نگرانی یا سراغ رسی نہیں کرتا تھا مگر اُسے علم رہتا تھا کہ فہرست میں نیا نام کس کا شامل ہوا ہے اور پھر وہ نئے سرے سے احتیاطی تدابیر میں جُٹ جاتا تھا کہیں ایسی ویسی صورتِ حال پیدا نہ ہونے پائے۔ وہ ریڈ کو اُن مقامات اور اُن لوگوں سے دور رکھنے کی کوشش کرتا جن سے اُسے کوئی سراغ مل سکتا۔ ہر وقت نگرانی، ہر وقت نگاہ، وہ چوبیس گھنٹے ریڈ کے آس پاس بھٹکتا رہتا جیسے اب اُس کا یہی مقصد رہ گیا ہو۔ اس طرح وہ غیر ارادی طور پر جوائس سے بھی تعاون کر رہا تھا۔

جوائس سے اس موضوع پر دوبارہ کبھی گفتگو نہیں ہوئی مگر وہ جب بھی نظر آتی اُس کی آنکھوں میں ایڈی کے لیے تشکر ہوتا۔ ریڈ کو وہ اس قدر شادماں رکھے ہوئے تھی کہ لوگ انہیں

ایک مثالی جوڑا قرار دیتے تھے۔ ایڈی کو بھی اب یقین ہو چلا تھا کہ جوائس غلط نہیں کہتی تھی۔ اپنے دُہرے کردار سے قطع نظر وہ ریڈ کو سب سے عزیز سمجھتی تھی وہ ریڈ سے محبت کرتی تھی۔ کبھی کبھی ایڈی اس اندیشے سے لرز اُٹھتا کہ آخر اس کی شخصیت کا یہ تضاد کب تک چھپا رہے گا؟ چوری ایک نہ ایک دن پکڑی جاتی ہے۔ ایک دن آئے گا جب سب کچھ آشکار ہو جائے گا پھر کیا ہو گا؟ کیا پھر اعتماد اور حسین ازدواجی زندگی کا یہ تاج محل زمیں بوس ہو جائے گا؟ یہ حسین جوڑا ندامت و ذلت کے کیسے اندھے گڑھے میں جا گرے گا۔ کبھی کبھی ایڈی کو شبہ ہونے لگتا کہ وہ اندر ہی اندر خود کو ہلاک کر کے جس راز کی حفاظت میں مصروف ہے وہ شاید سرے سے راز ہی نہیں ہے۔ ریڈ آخر اتنا زبردست مردم شناس ہے، زندگی کے دوسرے معاملات میں اتنا حساس اور دور بیں ہے کہ آہٹ سُن کر آنے والے کے کردار و مزاج کے تخمینے لگا لیتا ہے۔ آخر وہ اس معاملے میں اتنا غبی اور بے خبر کیسے ہو سکتا ہے؟ ایڈی سوچا کرتا کہ اگر وہ ریڈ کی جگہ ہوتا اور اُس سے سماعت و بصارت چھین لی جاتی تو بھی کسی لمحے کسی مرحلے پر وہ ضرور محسوس کر لیتا کہ اُسے دھوکا دیا جا رہا ہے۔ اُس کے خوابوں کے محل میں نقب لگائی جا رہی ہے۔ ایڈی کو اس راز کی حفاظت کرتے ہوئے اب چھٹے سال کا آخری ہفتہ بیت رہا تھا۔ بظاہر پُرسکون نظر آنے والے حالات میں ہل چل پیدا ہو گئی۔ ریڈ کو پانچ دن کے لیے لیکزنگٹن میں اپنے ویبی فارم جانا پڑا۔ انگلستان سے خریدے ہوئے گھوڑے طیارے کے ذریعے پہلے ہی ان سرسبز و شاداب چراگاہوں میں پہنچ چکے تھے اور اب ریڈ کو اُن کی تربیت اور نگہداشت کا انتظام کرنا تھا۔ گھوڑے ریڈ کی کمزوری تھے۔ کئی جگہوں پر پھیلے ہوئے اس کے اصطبلوں میں اعلانسل کے منتخب ترین گھوڑے موجود تھے۔ اس سفر میں جوائس اور ایڈی کو بھی ساتھ جانا چاہیے تھا جیسا کہ عموماً ان کا معمول تھا لیکن اس بار کئی وجوہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا۔ لیکزنگٹن سے ایڈی کی تلخ یادیں وابستہ تھیں، وہاں گھوڑے تھے جن کے قریب جاتے ہوئے اب ایڈی کو وحشت ہوتی تھی۔ لیکزنگٹن ہی میں اُس کی بیوی کو حادثہ پیش آیا تھا اور وہ ہمیشہ کے لیے اُس سے جُدا ہو گئی تھی۔ ریڈ یہ سب کچھ جانتا تھا اس لیے اُس نے ایڈی سے اپنی ہم سفری کے لیے اصرار بھی نہیں کیا۔

اُدھر جوائس ایک اسٹیج ڈرامے کی وجہ سے اپنے شوہر کے ساتھ نہ جا سکی۔ کھیل میں ریڈ کا معقول سرمایہ لگا ہوا تھا اور براڈوے میں اُس کے افتتاح کی تاریخ بھی طے پا چکی تھی۔ تھیٹر، آرٹ اور اسی نوع کی دیگر سرگرمیوں میں جوائس کو ریڈ کی دست راست کا مقام حاصل تھا چناں چہ یہی طے پایا کہ جوائس افتتاح میں شریک ہونے کے لیے نیویارک میں ٹھیری رہے اور کھیل کی مقبولیت، نامقبولیت، خوبیوں اور خامیوں کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ مرتب کرے۔

اُس روز ریڈ بہت مصروف تھا۔ کئی اہم میٹنگیں، کئی اہم انٹرویو، ایک غیر ملکی تجارتی وفد سے ملاقات وغیرہ۔ پرواز شام چار بجے تھی۔ اُس کا ارادہ تھا کہ دفتر سے اُٹھ کے سیدھا ائرپورٹ چلا جائے گا اور اگر جوائس کو فرصت ہوئی تو رخصت کرنے خود ائرپورٹ پہنچ جائے گی۔

وہ ائرپورٹ نہیں پہنچی۔ بہرحال یہ کوئی اہم بات نہیں تھی ریڈ خوشی خوشی

رخصت ہو رہا تھا اور اُس کی معصوم مسرت دیکھ کے ایڈی کا دل کٹا جا رہا تھا۔ اُسے اچھی طرح اندازہ تھا کہ ریڈ کی عدم موجودگی میں جوائس پانچ دن کس طرح گزارے گی۔ ان دنوں اُس کی نوازشات کا مرکز رابرٹ کالن تھا۔ فلوریڈا سے آیا ہوا ایک وجیہہ اور دلکش نوجوان تھیٹر اور فلم کا ایک اُبھرتا ہوا اداکار۔ اُس نے چند ڈراموں اور ایک دو فلموں میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوا لیا تھا لیکن ابھی منزل بہت دور تھی۔ ریڈ کے گھر میں گزشتہ دنوں سے اُس کی خاصی حد تک بے تکلفانہ آمدورفت ہو گئی تھی۔

ایڈی اُس وقت چونکا جب لمبی قامت، چھریرے جسم کے باوقار ریڈ نے ڈیپارچر لاؤنج میں جاتے ہوئے مڑ کر ہاتھ ہلایا۔ اُس کا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہا ہو میں اپنا سب کچھ تمہیں سونپے جا رہا ہوں۔ ایک اچھے دوست کی طرح خیال رکھنا۔

"خدا مجھے اتنی طاقت دے۔" ایڈی بڑبڑایا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔

اس روز جمعرات تھی۔ افتتاحی شو اُسی رات براڈوے تھیٹر میں کھیلا جا رہا تھا۔ پروگرام کے مطابق منگل کو ریڈ کی واپسی تھی۔ درمیان میں پورے پانچ دن تھے۔ ائرپورٹ سے آتے ہوئے ایڈی کو کچھ تھکن محسوس ہو رہی تھی۔ رات کو وہ براڈوے بھی جا سکتا تھا۔ کھیل کے بعد رٹز میں ڈنر تھا لیکن اب اس قسم کی ہنگامہ خیز محفلوں میں ایڈی کا جی نہیں لگتا تھا۔ وہ سیدھا اپنے گھر چلا گیا۔

جمعے کے اخباروں میں خبروں کے صفحات پر افتتاحی شو کی خبریں موجود تھیں۔ ایڈی کو معلوم تھا کہ تفصیلی تبصرے ہفتے اور اتوار کے خاص ایڈیشنوں میں آ سکتے ہیں۔ وہ تیار ہو کے گھر سے نکلا اور ریڈ مینشن کی طرف چل دیا۔ ریڈ نے ایک نفاست اور سادگی سے گھر بھی بنا رکھا تھا۔ ایڈی اُس کی ڈائری دیکھنا چاہتا تھا۔ کہیں کوئی ایسا کام تو باقی نہیں جسے وہ کر سکتا ہو۔ کوئی ایسی ملاقات جس کی معذرت ضروری ہو؟ اس کے علاوہ وہ جوائس سے رات کے شو کی تفصیلات بھی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ وہ ریڈ مینشن پہنچا تو جوائس گھر میں نہیں تھی۔ بٹلر لاسن نے بتایا کہ وہ صبح ناشتے کے فوراً بعد چلی گئی ہے اور جیسا کہ اُسے بتایا گیا ہے ویک اینڈ گزار کے واپس آ جائے گی۔

"مگر کہاں؟" ایڈی نے تعجب سے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا جناب!"

لاسن گھر کا پرانا ملازم تھا۔ ایڈی نے اُس کی آنکھوں میں جھانک کے اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ اُس کے دل میں شکوک و شبہات تو نہیں پل رہے؟ اُس کا چہرہ حسبِ معمول سپاٹ تھا۔ اگر اُسے جوائس پر شک تھا تو وہ یقیناً اس کے اظہار کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

بہرحال جوائس نے ریڈ کی عدم موجودگی سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی ٹھان رکھی تھی۔ اُس کی آزادی میں کوئی کمی تھی تو اب پوری ہو رہی تھی۔

یہ اُسی روز کی بات ہے۔ ایڈی نے ریڈ مینشن سے گھر جاتے ہوئے راستے میں ریڈیو کھولا تو گیارہ والے بلیٹن میں یونیورسل ائرلائن کے جیٹ طیارے کے حادثے کی خبر سنائی جا رہی تھی۔ یہ طیارہ نیویارک سے میامی کے لیے سفر کر رہا تھا مگر شمالی کیرولینا کے پہاڑوں میں گر کر تباہ ہو گیا۔ خبر کے مطابق حادثے کا ایک بھی عینی شاہد باقی نہیں تھا۔

طیارہ گرتے ہی سینکڑوں ایکڑ پر پھیلے ہوئے کیرولینا کے جنگل میں آگ لگ گئی اور بدقسمت طیارے کے چند آہنی ٹکڑوں کے سوا ہر چیز راکھ ہو گئی۔ امدادی ٹیمیں جائے حادثہ کی طرف روانہ ہو گئی تھیں گو اب وہاں کوئی مدد کا طالب نہیں رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں یہ خبر دنیا کے طول و عرض میں پہنچ گئی۔ اخبارات کے ضمیمے، ریڈیو، ٹیلی ویژن سبھی اس الم ناک حادثے پر نوحہ خواں تھے۔ سی اے بی نے ہنگامی بنیاد پر ایک تحقیقاتی جماعت کی تشکیل کا اعلان کیا۔ ائرلائن کے سربراہ، ملک کے متعدد لوگوں کے تعزیتی پیغامات کے علاوہ صدر امریکہ نے بھی اپنے رنج و غم کے اظہار کے لیے ٹیلی ویژن پر خطاب کیا۔ صدر کے ٹیلی ویژن پر آنے کا ایک اور سبب بھی تھا۔ طیارے کے مسافروں میں ایک نہایت اہم شخصیت بھی شامل تھی۔ ایک معروف مدبر اور اہم ترین ڈپلومیٹ۔ وہ امریکہ اور مغربی اتحادیوں کے مابین ہونے والے دفاعی مذاکرات میں کلیدی حیثیت رکھتا تھا۔ صدر کے پیغام سے دبی دبی تشویش کا اظہار ہوتا تھا کہ کہیں انتہا پسندوں نے جہاز کو تخریب کاری کا ہدف تو نہیں بنایا ہے۔

کسی بھی ایسے حادثے کی خبر سخت سے سخت دل آدمی کو بھی اداس کر دیتی ہے۔ ایڈی کا دل بھی چند لمحوں کے لیے بوجھل ہوا لیکن دفتر پہنچ کر وہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ ایڈی جیسے حساس، ذہین اور گرگ باراں دیدہ شخص کے ذہن میں دور دور تک یہ خیال نہیں آیا کہ جوائس اور اس حادثے میں کوئی ربط ہو سکتا ہے۔ اس بلا کا کوئی جواز بھی نہیں تھا۔ شام کے اخباروں میں ہلاک شدگان کے نام اور تصویروں کی فہرست بھی چھپ گئی۔

تمام مسافروں کے اعزا سے بھی رابطہ ہو گیا تھا ایک جوڑے کے سوا۔ فہرست میں اُن کے نام مسٹر اور مسز کیلاہان درج تھے اور یہ پتہ ایری زونا کا تھا مگر جب اس پتے پر رابطہ قائم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہاں تو اس نام کا کوئی شخص یا اُس کی بیوی نہیں رہتی تھی، نہ کبھی رہی تھی۔ اردگرد کوئی ایسا شخص بھی نہیں تھا جو اس نام سے شناسائی کا دعوا کر سکتا۔ مسٹر اور مسز کیلاہان کے نام بار بار ریڈیو سے نشر ہونے کے باوجود کسی نے اُن سے کسی قسم کے تعلق کا اظہار نہیں کیا تھا۔ نیویارک ائرپورٹ پر تحقیقات سے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ جوڑا بورڈنگ ٹکٹ لینے اور ڈیپارچر لاؤنج کے دروازے پر ٹکٹ چیک کرانے کے بعد ائرفیلڈ کی طرف گیا تھا۔ طیارے میں اُن کے سوار ہونے کی تصدیق جس اسٹیورڈیس سے ہو سکتی تھی، وہ حادثے میں ہلاک ہو چکی تھی۔

اتوار کے اخبار میں ائرلائن کے ایک افسر کا رسمی سا بیان شائع ہوا۔ اُس نے کہا تھا کہ اندرونِ ملک بہت سے لوگ فرضی ناموں سے سفر کرتے ہیں اور قواعد کے مطابق ناموں کی تصدیق کے سلسلے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ بہرحال مسٹر اور مسز کیلاہان کوئی بھی ہوں، وہ مر چکے ہیں، جلد ہی اُن کی اصلیت کا سراغ لگا لیا جائے گا۔

سارا جہاز ایک جلتی ہوئی چتا بن گیا تھا۔ لاشیں نہ شناخت کی جا سکتی تھیں نہ شمار۔

پیر کی صبح ایڈی شیو بنا رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے ریسیور اٹھا لیا۔ لیکزنگٹن سے ریڈ کا فون تھا۔ رسمی خیر عافیت کے بعد وہ بولا۔ "خلافِ توقع میرا کام ایک دن پہلے ہی ختم ہو گیا ہے اس لیے میں کل کے بجائے آج شام چار بجے پہنچ رہا ہوں۔ تمھیں کچھ معلوم ہے یہ جوانس کہاں ہے؟"

ایڈی نے حلق تر کیا۔ "وہ غالباً ویک اینڈ گزارنے کہیں......"

"ہاں لاسن نے مجھے یہی بتایا ہے لیکن وہ کہاں جا سکتی ہے؟"

"میرا خیال تھا آپ کو معلوم ہوگا۔" ایڈی نے خشک زبان سے کہا۔ "آپ نے آج صبح لاسن سے بات کی تھی؟"

"ابھی اسی وقت۔" ریڈ کی آواز میں کوئی انتشار نہیں تھا۔

"انھیں کل سے پہلے آپ کی آمد کی توقع نہیں ہوگی۔" ایڈی نے کہا۔

"ہاں میرا اندازہ ہے آج کسی وقت وہ ضرور واپس آجائے گی، آجائے تو تم اُسے میرے پروگرام کی تبدیلی بتا دینا، بتا دو گے نا؟"

"یقیناً۔" ایڈی نے جلدی سے کہا۔ "میں بہرحال ائرپورٹ پر موجود ہوں گا۔"

ریسیور رکھنے کے بعد وہ دیر تک ٹیلی فون اسٹینڈ کے قریب کھڑا رہا۔ رنج اور خوف کی جگہ اب تشویش اور طیش نے لے لی تھی۔ اُسے جوانس پر غصہ آ رہا تھا۔ آخر اُس سے بے احتیاطی سرزد ہو ہی گئی۔ بدبخت کہیں کی۔ شیونگ کریم کا جھاگ اُس کے گالوں پر خشک ہو چلا تھا۔ شیو بنانا تو جیسے وہ بھول ہی گیا۔ کچھ دیر بعد اُس نے ڈائرکٹری اور جیبی نوٹ بک دیکھے بغیر ایک نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف سے فوراً فون اٹھا لیا گیا اور ایک گہری خوابیدہ سی مردانہ آواز نے ہیلو کہا۔

"رابرٹ کالن؟" ایڈی نے آواز پہچان لینے کے باوجود تصدیق چاہی۔

"ہاں آپ کون صاحب ہیں؟" دوسری طرف سے جھجکتے ہوئے پوچھا گیا۔

"ایڈی براؤن۔" اُس نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ! ہیلو ایڈی! کیسے ہیں آپ؟" اداکار نے مصنوعی گرم جوشی سے پوچھا۔

"میرے پاس فضول باتوں کا وقت نہیں ہے۔" ایڈی نے ترشی سے کہا۔ "کیا مسز ریڈ تمھارے ہاں ہیں؟"

رابرٹ کالن نے فوراً بولنے کی کوشش کی لیکن آواز شاید اُس کے حلق میں گھٹ گئی۔ کچھ توقف کے بعد اُس نے تندی سے کہا۔ "تمھارا دماغ تو نہیں چل گیا ہے ایڈی!"

"میں تمھیں بتا چکا ہوں کہ یہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔" ایڈی نے کہا۔ "یہ کیا ڈرامے بازی ہے۔ ٹیلی فون بند کرو اور جوانس سے کہو کہ وہ فی الفور مجھ سے رابطہ قائم کریں۔" ایڈی کی آواز خاصی درشت تھی۔ "میں یہی ظاہر کروں گا کہ مجھے تمھارے ہاں اُن کی موجودگی کا علم نہیں تھا۔ میں نے اندازاً اِدھر اُدھر چند لوگوں کو فون کیے تھے۔"

"وہ یہاں نہیں ہے ایڈی!"

"تو پھر کہاں ہے؟"

"مجھے ذرہ برابر علم نہیں۔" ایڈی نے اُس کے لہجے میں ہلکی سی ہچکچاہٹ محسوس کی۔

"مسٹر ریڈ طے شدہ تاریخ سے ایک دن پہلے گھر آ رہے ہیں۔" ایڈی نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "اگر اس وقت بھی جوانس غائب رہیں تو تمھارا یہ سارا جھوٹ دھرا رہ جائے گا، کسی بڑے دھماکے کا پیش خیمہ بن جائے گا۔ بہتر ہے کہ ہوش میں آجاؤ، بعد میں شاید تمھیں اپنے انجام پر پچھتانے کا موقع بھی نہ ملے۔" اُس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

دوپہر تک وہ منتظر رہا کہ ممکن ہے جوانس کا فون آجائے مگر نہیں آیا۔ دوپہر کے بعد اُس کا دل بیٹھنے لگا۔ اُس نے دوبارہ کالن کو فون کیا۔ آج کل اُس کی ایک فلم سیٹ پر تھی اور ایڈی کے اندازے کے مطابق اُسے کہیں نہ کہیں مصروف ہونا چاہیے تھا لیکن وہ گھر پر تھا۔ اُس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس نے صورتِ حال پر خوب غور کیا ہے اور زمین اُس کے پیروں تلے سے بھی سرکی ہوئی ہے۔ "میں تم سے بالکل سچی بات کروں گا ایڈی!" وہ دھیمے لہجے میں بولا۔ "جمعرات کی رات سے میں نے جوانس کو نہیں دیکھا اور نہ اُس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ میں افتتاحی شو اور ڈنر کے دوران اُس کے ساتھ تھا اور صبح تقریباً دو بجے میں نے اُسے گھر ڈراپ کیا تھا لیکن اُس کے بعد سے مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے۔"

"کیوں! کیا اُس نے تمھیں دھتکار دیا تھا؟" ایڈی نے سفاکی سے پوچھا۔

"میں تمھارا مطلب نہیں سمجھا؟" کالن کی آواز میں بھی تلخی آگئی۔

"چلو خیر چھوڑو۔" ایڈی نے کہا۔ "تو تمھیں کوئی اندازہ نہیں کہ وہ کہاں گئی ہوگی؟"

"میں نے تم سے بات کرنے کے بعد ایک دو دوستوں کو فون کیا تھا۔" کالن کے لہجے میں لرزش نمایاں تھی۔ "لیکن کسی کو کچھ نہیں معلوم۔"

"اب تم اپنی خیریت کی دعا کرتے رہو۔" ایڈی نے اُس سے کہا لیکن یہ تنبیہ تو خود اُس کے لیے بھی تھی۔

شام کو ٹھیک چار بجے وہ ریڈ کو ریسیو کرنے ایئرپورٹ پہنچا تو اُس کا دل جیسے دھڑکنا بھول چکا تھا اور ایک سنگ گراں کی طرح سینے میں معلق تھا۔ ریڈ شیشے کا دروازہ کھول کے تیز قدموں سے اُس کے قریب آ پہنچا۔ ایڈی نے اپنے چہرے پر خوش دلی کا نقاب چڑھانے کی کوشش کی۔

ریڈ نے پُراشتیاق نظروں سے اُسے دیکھا اور اُس کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹکتی رہیں۔ ایڈی کے اردگرد۔ ایڈی سے دُور پھر اُس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑنے لگی۔

"سوری۔" ایڈی نے آہستگی سے کہا۔ "میں جس وقت گھر سے روانہ ہوا ہوں اُس وقت تک وہ واپس نہیں آئی تھیں۔ شاید کوئی چیز اِدھر اُدھر ہو گئی ہے۔ نہ اُس کو کچھ علم ہے نہ مجھے کہ اُنھوں نے کہاں کا قصد کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اپنے پروگرام کے بارے میں وہ کوئی چِٹ وغیرہ چھوڑ گئی ہوں جو ہمیں مل نہ سکی ہو۔"

ریڈ مسکرا دیا۔ اُس کے دل کش چہرے کے آئینے پر دھند سی اُترتی نظر آئی لیکن وہ پریشان اب بھی معلوم نہیں ہوتا تھا۔ "آہ ایڈی! یہ محبت بھی کسی عذاب چیز ہے۔" وہ بے معنی سے انداز میں ہنس کر بولا۔ "اسیری ہے۔ آدمی محتاج سا ہو کے رہ جاتا ہے۔" پھر جیسے اُسے کچھ یاد آگیا۔ "ویسے کافی عرصے سے وہ کہہ رہی تھی کہ ایک دن خود ہی کسی طرف نکل کھڑی ہوگی۔" پارکنگ لاٹ کی طرف آتے ہوئے وہ بولا۔ "کہہ رہی تھی کسی ایسی جگہ چلی جائے گی جہاں فطرت اپنے اصل رنگوں میں جلوہ گر ہو اور آدمی ریس کے گھوڑوں کی طرح نہ بھاگ رہے ہوں۔ شاید اُس کے دماغ میں یہی کچھ سما گیا ہے۔ بھی کچھ یہی، ہم زندگی میں اتنے شامل ہو کے زندگی سے کتنے دُور ہو گئے ہیں۔"

"وہ کل سے پہلے آپ کی آمد کی توقع بھی نہیں کر رہی ہوں گی۔"

"لگتا ہے اُس نے سارا پروگرام بے سوچے سمجھے بنا لیا۔ کوئی خاص جگہ ذہن میں رکھے بغیر۔" ریڈ نے متذبذب سے کہا۔ "ہو سکتا ہے اُس نے منزل پر پہنچ کے تمھیں اور اُس کو ٹیلی گرام وغیرہ روانہ کیا ہو جو کسی سبب سے نہ مل سکا۔"

"ہو سکتا ہے یہی بات ہو۔" ایڈی نے تائید کی لیکن وہ ریڈ سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔ اُس نے خاموشی سے پارکنگ لاٹ سے گاڑی نکالی اور ریڈ کو بٹھا کے گھر لے آیا۔

اُس رات اُس نے کھانا ریڈ کے ساتھ ہی کھایا۔ ریڈ کے پاس آئندہ کے کاروباری عزائم کی دل خوش کن خبریں تھیں۔ گھوڑوں کے سلسلے میں ایک نیا کاروباری معاہدہ، شکر گنج میں ایک اور چراگاہ کی بات چیت وغیرہ۔ ایڈی کے پرانے دوستوں نے سلام بھیجے تھے اور اس کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا تھا۔ کھانے کے دوران وہ اگلے دن کی مصروفیات، مسائل، ملاقاتوں کے علاوہ دنیا جہان کی باتیں کرتے رہے۔ اس اثنا میں ایڈی ذہنی طور پر آمادہ ہو گیا تھا کہ جوائس کی واپسی کل سے پہلے ممکن نہیں ہے۔ وہ اپنا تکدر ریڈ سے چھپانے میں کامیاب رہا۔ دونوں ہی شاید ایک دوسرے سے......

گھنٹی دوسرے دن بجی۔ جوائس کا اُس روز بھی کچھ اتا پتہ نہیں تھا۔ یکایک ریڈ کو خیال آیا کہ کہیں جوائس براہِ راست اُسے ریسیو کرنے اُس پرواز کے وقت ایئرپورٹ نہ جا پہنچی ہو جس سے آج اُسے واپس آنا تھا۔ ایڈی نے اس خوش فہمی میں اُس کا ساتھ دیا۔ دونوں

روشن — سایہ

سلطنت میں ہر طرف بدامنی پھیلی ہوئی تھی چھوٹے چھوٹے حاکم بغاوت کر رہے تھے۔ بادشاہ سلامت کے خلاف گلی گلی نعرے لگ رہے تھے۔ ملکہ نے بادشاہ سلامت کو تسلی دیتے ہوئے کہا: "گھبرائیے نہیں آپ کا نام تاریخ میں لکھا جائے گا، بادشاہوں کا نام ہمیشہ تاریخ میں لکھا جاتا ہے۔"

سیکرٹری نے اپنے پریشان باس سے کہا: "سر ذرا اطمینان سے صورتِ حال کا جائزہ لیجیے، باہر چڑیاں چہچہا رہی ہیں، چمکدار دھوپ نکلی ہوئی ہے، پھول کھلے ہوئے ہیں اور کمپنی کچھ گھاٹے میں جا رہی ہے۔ اِن چار باتوں میں سے صرف ایک بات پریشان کن ہے۔ اِس میں آخر گھبرانے کی کیا بات ہے؟"

وقت سے بہت پہلے ایئرپورٹ پہنچ گئے اور ڈیڑھ گھنٹے تک ٹرمینل کی عمارت میں ٹہلتے کے آس پاس گھومتے رہے۔ جوائس کہیں دکھائی نہ دی، پرواز آنے سے پہلے نہ اس کے بعد۔ ایک طویل انتظار کے بعد آخر انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ آتے وقت ریڈ نے کار چلائی تھی مگر واپسی میں اُس نے چابی ایڈی کی طرف بڑھا دی۔ "تم ڈرائیو کرو ایڈی!" اتنی دیر میں وہ بہت تھکا تھکا نظر آنے لگا تھا۔

ایڈی کا قد ریڈ سے کہیں چھوٹا تھا۔ اُس نے بیٹھتے وقت ڈرائیونگ سیٹ اپنی ٹانگوں کی لمبائی کے مطابق کی اور کار پارکنگ لاٹ سے باہر لے آیا۔ "مجھے اب تشویش ہونے لگی ہے ایڈی!" راستے میں ریڈ نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"حوصلہ رکھیے۔" ایڈی نے شگفتگی کی کوشش کی۔ "بات یقیناً معمولی سی ہے لیکن بیچ میں کوئی کڑی غائب ہو جانے کی وجہ سے پیچیدہ ہو گئی ہے۔ ہم گھر پہنچیں تو شاید وہ وہاں ہمارا انتظار کر رہی ہوں۔"

گھر آ کے یہ طفل تسلی بھی بے اثر ثابت ہوئی۔ نہ جوائس وہاں تھی نہ اُس کی کوئی اطلاع۔

ریڈ کا چہرہ زرد پڑتا جا رہا تھا۔ "وہ ایسی بے پروا تو نہیں ہو سکتی ایڈی!" لائبریری میں بے چینی سے ٹہلتے ہوئے وہ بولا۔ "اُسے میرا خیال بھی تو ہو گا کہ میں اُس کے لیے کتنا پریشان ہو رہا ہوں گا۔ اُس کا اگر اس طرح کہیں چھپنے کا پروگرام ہوتا تو وہ کسی نہ کسی ذریعے سے اطلاع ضرور دیتی یا خاص طور پر میرے لیے پیغام چھوڑ جاتی...... مگر میں کیا کر رہا ہوں ایڈی! مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

ایڈی نے سگریٹ کا گہرا کش لیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ریڈ کو اب کیا کرنا چاہیے۔ اُسے شہر کے گھر گھر دروازے دروازے پر دستک دینی چاہیے۔ کہیں نہ کہیں وہ مل ہی جائے گی۔ ممکن ہے چند ہی گھنٹوں میں۔ "ہمیں کسی۔" ایڈی نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "کسی حادثے کا امکان بھی

نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔"

"ہاں، اس کے سوا بظاہر کیا سوچا جا سکتا ہے۔"

برسوں سے زیرِ مطالعہ سینکڑوں کہانیوں اور ناولوں کے واقعات ایڈی کے دماغ میں تازہ ہونے لگے۔ "کبھی کبھی بہت عجیب اتفاقات بھی رونما ہو جاتے ہیں، یادداشت" ایڈی نے کسمساتے لہجے میں کہا۔ "ہو سکتا ہے، وہ یادداشت کھو بیٹھی ہوں۔ یہ بھی ایک بیماری ہوتی ہے۔ لیکن اچانک دورہ پڑتا ہے۔ آدمی سب کچھ بھول جاتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔"

"میرا خیال ہے، پولیس کو مطلع کر دینا چاہیے۔" ریڈ ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "بات اگر یوں ہی معمولی سی ہوئی تو جوائس ناراض تو بہت ہوگی لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے تو نہیں بیٹھا جا سکتا۔"

وہ ولرڈ ریڈ تھا اس لیے کمشنر نے بذاتِ خود اُس سے بات کرنی چاہی۔

آدھ گھنٹے میں گم شدہ افراد کے محکمے سے ایک نوجوان لیفٹیننٹ ریڈ مینشن میں موجود تھا۔ ایک مضبوط، تازہ دم افسر، مہذب، تعلیم یافتہ اور ذہین۔ اُس نے نرم خوئی سے ابتدائی تفتیش کے طور پر چند سوال کیے، وہی معمولات کے سوال۔ اُس نے جوائس کی چھ تصویریں اپنے فائل میں رکھیں، اُس کے دوستوں، شناساؤں کی ایک طویل فہرست تیار کی اور جوائس کی انگلیوں کے نشانات کے طور پر اُس کے استعمال کی چند خاص چیزیں محفوظ کر لیں۔ اس کارروائی سے نمٹ کے جواں سال لیفٹیننٹ نے محتاط انداز میں نازک پہلوؤں کی طرف آتے ہوئے ریڈ سے پوچھا۔ "جناب! کیا کوئی ایسی وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسز ریڈ نے از خود گھر واپس نہ آنے کا فیصلہ کر لیا ہو؟"

"نہیں قطعاً نہیں۔" ریڈ نے بے ساختہ کہا۔

لیفٹیننٹ کی نگاہیں ایڈی پر منڈلانے لگیں۔ وہ اُن سے کچھ دور بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا اور دھویں کے پار اُن دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ ایڈی کا چہرہ جل رہا تھا۔

"کوئی جھگڑا؟" لیفٹیننٹ نے آہستگی سے پوچھا۔

"ہم آپس میں کبھی نہیں لڑتے۔ اپنی آٹھ سالہ ازدواجی زندگی میں کبھی نہیں۔"

"کوئی چھوٹی موٹی بات؟"

"بالکل نہیں۔ شوہر بیوی کے درمیان اکثر چھوٹے موٹے اختلافات اُٹھتے رہتے ہیں لیکن ہمارے درمیان کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"ہو سکتا ہے، مسز ریڈ اس وجہ سے ناراض ہوں کہ آپ انھیں کینکی کے دورے پر ساتھ نہیں لے گئے؟"

"دیکھو لیفٹیننٹ! اگر شوہر بیوی کے درمیان مکمل ہم آہنگی کی کوئی مثال ہو سکتی ہے تو وہ ہماری ہے۔"

ایڈی اپنے چمکدار بوٹوں کی نوک کی جانب دیکھتا رہا، مبادا لیفٹیننٹ پھر اُس کی جانب گھورنے لگے۔

"ہم حرکت میں تو اُسی وقت آگئے تھے جب آپ کا فون آیا تھا۔" لیفٹیننٹ نے کہا۔ "ہم نے ہر جگہ پیغام بھیج دیا ہے کہ اس دوران کسی حادثے میں کوئی ناقابلِ شناخت شخص تو نہیں پایا گیا، کوئی نامعلوم خاتون۔ یہ ایک ملک گیر ٹیلے ٹائپ نظام ہے۔ مجھے توقع ہے کہ آئندہ چند گھنٹوں میں ہم حقیقت کا سراغ لگا لیں گے۔" اُس نے لفظ 'حقیقت' پر زور دیا تھا، ہچکچاتے ہوئے بولا۔ "اگر یہ کوئی دوسرا معاملہ ہے، خودکشی وغیرہ کا تو نتائج اتنی جلد۔۔۔۔"

"اوہ نہیں لیفٹیننٹ! یہ کیا حماقت ہے۔" ریڈ نے ہنس کر کہا۔

"دشمن؟" لیفٹیننٹ نے پوچھا۔ "آپ کی نظر میں کوئی ایسا شخص ہے جو آپ کو یا مسز ریڈ کو گزند پہنچانے کے درپے ہو؟"

"میں سمجھتا ہوں، یہاں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے چند ایک مخالفین نہ ہوں۔" ریڈ نے مربیانہ لہجے میں کہا۔ "لیکن تم جو سوچ رہے ہو، اُس حد تک جانے والا مجھے کوئی نظر نہیں آتا قطعاً نہیں۔"

ایڈی لیفٹیننٹ کو دروازے تک پہنچانے آیا۔

"مزید کوئی بات؟" چلتے چلتے لیفٹیننٹ نے پوچھا۔

"یہی کچھ ہے۔" ایڈی شانے اُچکا کے بولا۔ "لیکن مجھے اب بھی شبہ ہے کہ کہیں وہ اپنی یادداشت ہی نہ کھو بیٹھی ہو۔"

دروازے سے واپس آتے ہوئے بٹلر لاسن کی آواز نے ایڈی کے قدم روک لیے۔ "مسٹر کالن کا فون آیا تھا۔" اُس نے نیم سرگوشیانہ انداز میں کہا۔ "مسٹر رابرٹ کالن کا۔ اُنھوں نے بطورِ خاص آپ کے لیے مجھے ہدایت کی ہے کہ آپ اُنھیں فون کر لیں۔ اُن کے لب و لہجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میڈم کے متعلق آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔"

ایڈی کی گردن کے پیچھے کے بال کھڑے ہو گئے۔ "ٹھیک ہے، لاسن!" اُس نے ممنونیت سے کہا۔

"مسٹر ریڈ سو جائیں تو میں اُسے فون کرتا ہوں۔"

اندر لائبریری میں آ کے ایڈی نے متوحش و مضطرب ریڈ کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ اُسے آرام کی ضرورت ہے۔ "پولیس کو کسی نتیجے پر پہنچنے میں چند گھنٹے ضرور لگیں گے۔ نیند کی دو گولیاں لے کے کچھ دیر کے لیے گہری نیند سو جائیے۔" اُس نے نرمی سے کہا۔ "اگر کوئی بات ہوئی تو میں اور لاسن آپ کو جگا دیں گے۔"

"کیا معلوم۔" ریڈ نے مایوسی سے کہا۔ "جگانے کی ضرورت بھی پڑے یا۔۔۔۔"

"پولیس ظاہر ہے، اپنے معمول کے مطابق ہی کارروائی کرے گی جو عموماً دھیمی اور گہری ہوتی ہے۔" ایڈی نے کہا۔ "تاہم اس کا امکان سو میں سے ایک کے برابر ہے کہ ہمیں صبح تک انتظار کرنا پڑے۔"

ریڈ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ایڈی نے باتھ روم کی الماری سے نیند کی گولیوں کی شیشی نکال کے دو گولیاں اُس کے حوالے کیں۔ جب وہ لباس تبدیل کرنے لگا تو ایڈی نے دروازے کا رُخ کیا۔

"کہیں کھو مت جانا ایڈی! ایسا نہ ہو، تم کہیں دور چلے جاؤ۔" ریڈ نے بچوں کی طرح رحم طلب آواز میں کہا۔

"اُن کے واقف کاروں کی تعداد کثیر ہے۔ اُن میں بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن سے ہم شاید واقف ہوں اور اس وقت وہ نہ جانے کہاں کہاں ہوں۔ نائٹ کلب میں یا کسی اور ایسی ہی جگہ۔ جانے کہاں کہاں۔" ایڈی نے کہا۔ "میں سمجھتا ہوں مجھے ایک چکر لگا لینا چاہیے۔ اِن گولیوں کا اثر زائل ہونے سے پہلے میں آجاؤں گا۔ لاسن یہاں میری فون سننے کے لیے موجود ہی ہے۔"

"خدا تم پر مہربان رہے ایڈی!"

ایڈی نے کالن کو فون نہیں کیا بلکہ گاڑی میں بیٹھ کے مونالزا اپیلس میں واقع اُس کے گھر کی طرف چل دیا۔ بارہ بج چکے تھے جب اُس نے کالن کے دروازے کی گھنٹی بجائی۔

کالن ایک رومانی افسانوی قسم کا گندم گوں نوجوان تھا جو آپرا میں چغہ پہنے، تلوار لٹکائے رتھ میں سوار کسی شہزادے کے روپ میں کچھ اور وجیہہ نظر آتا ہوگا لیکن ایڈی نے اُسے کبھی پسند نہیں کیا۔ ایڈی کو اس کا سبب بھی معلوم تھا۔ اُسے وہ تمام لوگ ناپسند تھے جو گزشتہ چھ سالوں میں کسی نہ کسی طور جوائس سے متعلق ہوتے رہے یا اُس کے قریب آتے رہے۔ ایڈی نے رابرٹ کالن کو ہمیشہ جذباتی قسم کا ایک نکما شخص ہی جانا تھا۔

ایڈی کی دستک کے جواب میں جس شخص نے دروازہ کھولا وہ پہلی نظر میں ایڈی کو اجنبی سا لگا۔ ڈھیلے پاجامے، گلے سے کھلی ہوئی سفید قمیص پہنے ہوئے، بکھرے بکھرے بالوں میں رابرٹ کالن بالکل پہچانا نہیں جا رہا تھا۔ اُس نے ایسی بے تابی سے دروازہ کھولا تھا جیسے دروازے کے پیچھے ہی موجود ہو۔ قمیص کے سامنے کے حصے پر سگریٹ کی راکھ چمک رہی تھی۔ اس وقت بھی اُس کے ہونٹوں میں سگریٹ دبا ہوا تھا اور شاید اسی کثرت کے سبب ہونٹ سوجے ہوئے تھے۔ آنکھیں انگاروں کے مانند سرخ تھیں اور اُن کے گرد سیاہ حلقے نمودار ہو چکے تھے۔ اُس کا دل کش چہرہ جیسے فوکس سے باہر ہو گیا تھا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے لرز رہے تھے جیسے نیویارک کے دسمبر کی سرد ترین رات کے بجائے گرم مرطوب علاقوں کی کوئی تپیدہ دوپہر ہو۔ "تم نے فون نہیں کیا؟" وہ تیزی سے بولا۔ "لاسن بتا رہا تھا کہ وہاں پولیس پہنچی ہوئی تھی۔ میں....."

"میں فون کرنے کے بجائے اس لیے آگیا کہ تم سے وہ بات سن سکوں جو میں سننا چاہتا ہوں۔" ایڈی نے اُس کا جملہ کاٹ کر کہا۔ "وہ باتیں نہیں جو تم مجھے سنانا چاہتے ہو۔"

اُس کی آواز جھنکارتی ہوئی تھی۔ وہ کالن سے قد میں کم از کم آٹھ انچ چھوٹا تھا مگر اُسے اعتماد تھا کہ اُس کا صرف ایک بازو ہی اس ہیرو، اس اداکار کے لیے کافی ہوگا۔

اندر کمرے میں ہالی ووڈ اور براڈوے آپرا کی کن کن ممتاز شخصیتوں کی دست خطی تصویریں لگی ہیں، کمرے کا ساز و سامان جدید ہے یا قدیم، کمرے میں تیز روشنی ہے یا مدھم، ایڈی کو کالن کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اُس کے تمام حواس کالن پر مرکوز تھے جس کے چہرے پر پسینے کے قطرے مسلسل بڑھ رہے تھے۔ "تو آخر تم نے سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا؟" ایڈی نے کھردری آواز میں کہا۔ "کہاں ہے وہ؟"

کالن کی آواز گھٹی ہوئی تھی اور اُس میں کوئی تصنع نہیں لگتا تھا۔ "میں صرف یہ بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہو سکتی ہے۔" اُس نے کہا۔

"کہاں؟"

"شمالی کیرولینا کے پہاڑوں پر بکھری ہوئی راکھ میں اُس کا وجود بھی شامل ہوگا۔" کالن نے جھرجھری لے کے کہا۔

ایڈی پھٹی ہوئی آنکھوں سے اُسے دیکھنے لگا۔ کالن کمرے کے وسط میں رکھی ہوئی میز سے ایک اخبار اٹھا لایا۔ یہ کئی دن پرانا اخبار تھا۔ دسمبر ۱۲ کا۔ اس کے پہلے صفحے پر یونیورسل ائرلائنز کے طیارے کی تباہی کی خبر شہ سرخی میں چھپی تھی۔ ایڈی احمقوں کی طرح خالی خالی نظروں سے اخبار دیکھتا رہا پھر یکایک اُس کے دماغ میں کھٹکا سا ہوا جیسے کوئی تالا ایک دم کھل جائے۔ "وہ اس جہاز پر نہیں تھی۔" وہ کھوکھلی آواز میں بولا۔ "میں نے مسافروں کی فہرست پڑھی تھی۔"

"ایک جوڑا ایسا بھی تھا جس کی شناخت نہیں ہو سکی تھی۔"

"ہاں ہاں۔"

"مسٹر اینڈ مسز کیلاہان۔" کالن کی آواز بھرّانے لگی۔ "مسٹر کیلاہان اصل میں میں تھا۔ میں اُس پرواز پر نہ جا سکا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔"

ایڈی کی سانس رک گئی۔ چند لمحے سکوت کے بعد وہ غراتے ہوئے بولا۔ "جلدی سے مجھے ساری بات بتاؤ اور دیکھو کسی فسانہ طرازی کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ہم تین دن کے لیے فلوریڈا جا رہے تھے کیونکہ ایڈ یہاں موجود نہیں تھا۔" کالن نے میلے رومال سے چہرے کا پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔ "جوائس کا اصرار تھا کہ ہم کسی پرسکون جگہ چلیں۔ اتفاق سے میری نظر میں ایک جگہ ایسی تھی جہاں جا کے جوائس بہت خوش ہوتی۔ نشستوں کا ریزرویشن جوائس نے ہی کرایا تھا۔ مسٹر اینڈ مسز کیلاہان کے نام سے۔ جمعرات کی رات ہم نے براڈوے میں افتتاحی شو دیکھا پھر ڈنر میں ساتھ رہے۔ اگلی صبح ہمارا پروگرام فلوریڈا کے لیے روانہ ہو جانے کا تھا۔"

"اوہ!" ایڈی کے جبڑے کرب سے بھنچنے لگے۔

"ڈنر سے واپسی پر ہمارے درمیان تلخی ہو گئی۔" کالن نے کہا۔ "جب میں نے اُسے گھر چھوڑا تو ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہو چکے تھے اور سارا قصہ ہی تمام ہو چکا تھا۔"

"جھگڑے کی وجہ غالباً کوئی دوسرا مرد ہوگا؟" ایڈی جارحانہ انداز میں بولا۔ "شاید تمہارا وقت ختم ہو چکا تھا۔"

کالن نے شکست خوردگی سے سر ہلایا۔ "ٹکٹ بہر حال اُسی کے پاس تھے۔ پرواز میں ابھی بہت وقت تھا۔ مجھے امید تھی کہ گھر جا کے وہ تمام معاملے پر نظرِ ثانی کرے گی اور اُس کا غصہ ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ وہ اس پروگرام کی کیسی مشتاق تھی۔ اتنی آسانی سے تو وہ اسے خاک میں نہیں ملائے گی۔ مجھے امید تھی کہ وہ اس تفریح کو ناک کا مسئلہ نہیں بنائے گی۔ وہ ایک خوش طبع اور معاملہ فہم عورت ہے۔ میں انتظار کرتا رہا لیکن اُس کا فون نہیں آیا۔" کالن کی آواز بھرا رہی تھی۔ "تمہارے علم میں ہوگا کہ جہاز میں وہ کھڑکی کے قریب بیٹھنا پسند کرتی تھی۔ مجھے اُس نے ایک بار یہی بتایا تھا۔ ائرلائن کی طرف سے جاری کردہ تفصیل کے

مطابق بھی مسٹر اور مسز کیلاہان کو جو نشستیں ملی تھیں اُن میں کھڑکی والی نشست کا نمبر گیارہ تھا۔ مجھے حیرت ہے کہ آخر بارہ نمبر کی نشست پر کون تھا۔"

"حادثے کی خبر پڑھنے کے بعد بھی تم نے پانچ دن زبان بند رکھی؟" ایڈی نے برہمی سے کہا۔

"مجھے بالکل یقین نہیں تھا اور ہیں..... مجھے اب تک یقین نہیں ہے۔" کالن نے عذر پیش کیا۔ "یہ بھی تو ممکن ہے کہ اُس نے ٹکٹ کسی کو دے دیے ہوں، ائرپورٹ جا کے فروخت کر دیے ہوں۔ لگژری کلاس کے ٹکٹ تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ کچھ لوگ ضرور سامنے آئیں گے۔ نام نہاد مسٹر اور مسز کیلاہان کے اعزا احباب وغیرہ۔ ہو سکتا ہے جوائس نے ٹکٹ اُن لوگوں کو دیے ہوں جنھوں نے اچانک اپنے دوستوں کے پاس پہنچ کے اُنھیں حیران کر دینا چاہا ہو۔ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ائرپورٹ پر ٹکٹ حاصل کرنے والوں کو اتنا وقت ہی نہ ملا ہو اپنے متعلقین کو مطلع کرنے کا کہ وہ اصل میں کس نام سے سفر کر رہے ہیں۔ میرا گمان تھا، وہ کوئی بھی ہوں جلد ہی اُن کا کوئی دعوے دار تو پیدا ہو گا۔ دو آدمیوں کی گم شدگی کا دعوے دار اور مسٹر اور مسز کیلاہان کی حقیقت سامنے آ جائے گی۔ اس کے علاوہ میرے خاموش رہنے کی ایک وجہ اور بھی....."

"اب مجھے یہ جتانے کی کوشش نہ کرنا کہ تمھیں اپنی پیشہ ورانہ ساکھ کی بربادی کا اندیشہ لاحق تھا۔" ایڈی کے لہجے میں حقارت تھی۔ "مجھے تمھارے نام اور ساکھ کی کوئی پروا نہیں اور ابھی تمھاری ساکھ ہے بھی کس قدر۔ ابھی تمھیں دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ چار دن۔"

"مجھے بھی اس کی پروا نہیں کہ میرا کیا بنے گا۔" کالن نے بے تابی سے کہا۔ وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ اس شخص میں خام حقیقتیں قبول کرنے کی خاصی لچک نظر آتی تھی۔ "مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ایڈی کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتے اور کسی قسم کے خیالات رکھتے ہو۔ یہ سچ ہے کہ وہ گزشتہ دنوں سے مجھ سے متعلق تھی اور یہ بھی سچ ہے کہ جوائس میرا دوست ہے۔ محسن دوست مگر تم مجھے کس حد تک سزاوار قرار دے سکتے ہو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ اگر اس جگہ میں نہ ہوتا تو کوئی دوسرا ہوتا۔"

"ہاں، میں جانتا ہوں۔"

"میرے پیشِ نظر صرف ریڈ کا مسئلہ تھا۔" اُس نے ایک اور سگریٹ جلائی اور دھواں نگلتے ہوئے بولا۔ "اگر وہ واقعی شمالی کیرولینا کے پہاڑوں پر راکھ کے ڈھیر میں بدل چکی ہے، اگر وہ واقعی مر چکی ہے تو ریڈ سے یہ صدمہ برداشت نہیں ہو گا لیکن اگر میں اُسے بتاتا ہوں کہ میں کیوں کر اس حقیقت سے واقف ہوں تو پھر اُس کی اذیت کا عالم ہی کچھ اور ہو گا۔ میں اُسے اس عذاب میں نہیں ڈال سکتا۔ شاید تم ایسا کر سکو۔ شاید تم اُسے اس ذہنی صدمے کے لیے تیار کر سکو....."

"بس اب خاموش ہو جاؤ۔" ایڈی نے ناگواری سے کہا۔ اُسے بہت کچھ سوچنا تھا۔ کالن کی بات درست تھی۔ یہ ننگا سچ تو ریڈ کو کہیں کا نہ رکھتا۔ البتہ اگر حالات جوں کے توں چھوڑ دیے جاتے تو شاید پولیس کی تگ و دو اور مقصد میں ناکامی کے بعد رفتہ رفتہ اس میں یہ ستم جھیل جانے کا حوصلہ پیدا ہو جاتا۔ یہ کرب ناک حقیقت تسلیم کر لینے کا حوصلہ کہ جوائس اب واپس نہیں آئے گی۔ وہ یقیناً کسی حادثے کا شکار ہو چکی ہے۔ جوائس مر چکی ہے۔ ایڈی کو رابرٹ کالن کے حصے کی بھی سوچ بچار کرنا تھی۔ "تمھارے اس پروگرام سے کوئی اور بھی واقف تھا؟" اُس نے پوچھا۔

"کوئی نہیں کوئی بھی نہیں۔"

"ائرلائن کا عملہ؟ لاکھوں لوگ تمھارے چہرہ آشنا ہیں۔"

"جوائس نے ریزرویشن کرایا تھا۔ میں ائرلائن کے دفتر نہیں گیا اور ائرپورٹ جانے کی نوبت بھی نہیں آئی۔"

"یعنی کسی کو نہیں معلوم بشرطیکہ خود جوائس ہی نے کسی کو نہ بتایا ہو۔"

"جوائس کی محتاط روی کا تمھیں مجھ سے زیادہ علم ہو گا۔ وہ ہنرمندی کی حد تک محتاط تھی۔" کالن نے کہا۔ "یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اُسے اپنے طور پر ریڈ سے بہت محبت تھی۔ میں نے مشاہدہ کیا تھا کہ یہ حد سے بڑھی ہوئی احتیاط رسوائی کے خوف سے اتنی نہیں تھی جتنی ریڈ کے خیال سے تھی۔ اُسے اپنے تئیں ریڈ کے جذبات کا بخوبی احساس تھا۔ اُس کے آبگینے کا خیال۔ کم از کم میں یہی سمجھتا ہوں۔"

"تمھارا جانشین؟" ایڈی نے تلخی سے پوچھا۔ "وہ اگلا شخص کون تھا جو تم پر غالب آ رہا تھا؟"

کالن نے سر جھکا لیا۔ "مجھے نہیں معلوم۔ دو ایک آدمیوں پر مجھے شبہ تھا لیکن وہ دونوں شہر میں زندہ و سلامت موجود ہیں۔ ظاہر ہے اُن دونوں میں سے کوئی جوائس کے ساتھ نہیں گیا۔ میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ اُس رات گاڑی سے اترتے وقت جوائس نے غصے کی کیفیت میں مجھ سے کیا کچھ کہا تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ فلوریڈا ضرور جائے گی کسی کے

بھی ساتھ۔"

ایڈی خاموش بیٹھا رہا۔

"مجھے رہ رہ کے ریڈ کا خیال آتا ہے۔ بتاؤ، میں کیا کروں ایڈی! جوائس کے اس بھرپور آگہی کے بعد ریڈ کا کیا حال ہوگا؟"

"تم اپنی زبان بند ہی رکھو گے۔" ایڈی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "جب تک میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچ جاتا اور اگر تم نے کوئی غلطی کی، میرے علم میں لائے بغیر کوئی قدم اُٹھایا تو میں تمھیں سر سے پیر تک نیست و نابود کردوں گا۔ چھوڑوں گا نہیں تمھیں۔"

"یہاں زندگی سے کسے دلچسپی ہے۔" کالن نے کہا۔ "جہنم میں جائے یہ زندگی..... وہ تمھارے ہاتھ سے ہو یا....."

کالن کا پہلا ردِعمل ایڈی کو مصنوعی سا لگا۔ پیشہ ورانہ تاثر کاری سے آلودہ۔

"تمھیں تو اُس سے شدید نفرت ہونی چاہیے کیونکہ وہ تم سے قطع تعلق کر رہی تھی۔ یہ حادثہ پیش نہ بھی آتا تو فلوریڈا کا یہ دورہ اُس سے تمھاری رفاقت کی آخری کڑی ثابت ہوتا۔"

کالن نے وحشت بھری نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔ اس میں حیرت کی آمیزش بھی تھی اور مایوسی کی بھی نمایاں۔ اپنے ہنر کی بے اثری کی مایوسی۔ "اُسے ترک کر دینا اتنا آسان نہیں تھا۔ وہ ایسی نہیں تھی۔ اُس کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا تھا جو کبھی کبھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں، جن سے آسانی سے دست بردار نہیں ہوا جاسکتا۔ آہ وہ کیسی خوش جمال تھی۔ یقین نہیں آتا کہ وہ رعنائی، وہ تراشیدہ جیتا جاگتا پیکر یوں نذرِ آتش ہوگیا ہے۔ ان دنوں تو وہ کچھ زیادہ شاداں نظر آتی تھی۔" کالن خودکلامی سی کرنے لگا۔

گلیاں سنسان پڑی تھیں۔ سردی میں کچھ اور اضافہ ہوگیا تھا۔ گاڑی میں آکے ایڈی نے ہیٹر کھول دیا۔ اُس نے گاڑی کی رفتار متوازن رکھی تھی مگر اُس کا دماغ متوازن نہیں تھا۔ طرح طرح کے اندیشوں اور سوالوں سے گھرا ہوا۔ کالن کی تمام گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ جوائس حادثے میں ہلاک ہوگئی۔ وہ کالن کے بجائے فلوریڈا کے سفر پر کسی اور کے ساتھ گئی۔ وہ تلاطم جس کے بارے میں چھ سال پہلے جوائس نے اُسے بتایا تھا ایک بار پھر اٹھا تھا اور آخری بار...... راستے بھر وہ اپنے ذہن میں کلبلاتے ہوئے سوالوں کے جواب تیار رہا اور اُسے گم شدہ افراد کے محکمے سے آئے ہوئے لفٹننٹ کا وہ نرم اور کرخت چہرہ یاد آیا۔ اُس نے ریڈ سے کسی ممکنہ دشمن کے بارے میں پوچھا تھا جو ریڈ کو یا اُس کی بیوی کو گزند پہنچانے کے درپے ہو۔ دشمن سے اُس کی مراد رقیب بھی تھی۔

اداکار کالن کی کہانی میں ایڈی کو ایک وزن نظر آرہا تھا۔ ریڈ کے لیے اُس کی غیر معمولی فکرمندی باعثِ حیرت تھی۔ یہ تشویش اس سارے فسانے کی ضد تھی اور نامناسب معلوم ہوتی تھی اور اگر واقعی یہ سب سچ ہے تو پھر یہ بھی طے ہے کہ جوائس ہمیشہ کے لیے قصۂ پارینہ بن چکی ہے۔ اُس کی گم شدگی کی حقیقت کبھی کسی کو معلوم نہ ہوسکے گی۔ کالن کی طرف سے اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ خود کو باندھے رکھے گا، اپنے ہونٹ سیے رہے گا۔ وہ کبھی اپنی ذات کو تماشا بنانا پسند نہیں کرے گا اور کسی سستی شہرت کی خاطر اپنا پُرامید اور قیمتی مستقبل داؤ پر نہیں لگائے گا مگر وہ اُس کے بیان کا پیوند؟

ایڈی کو اُس کی بیان کی ہوئی کہانی کا یہ غیر حقیقی پہلو بُری طرح کھٹک رہا تھا۔ ایک ایسا شخص جو ریڈ سے دوستی کا معترف ہے، اُسے اپنا محسن بھی سمجھتا ہے، دوسری طرف پیٹھ پیچھے اُس کی بیوی کے ساتھ رنگ رلیاں مناتا ہے، وہی اب اُس کے لیے اس قدر متوحش اور فکرمند بھی ہے۔

کالن نے ایڈی کو یہ سب کچھ جتانا کیوں ضروری سمجھا؟ اُس نے ایڈی پر خود کو اس حد تک فاش کیوں کیا؟ اس سارے سچ کے اظہار کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ ایڈی کو اعتماد میں لینا چاہتا ہو۔ جوائس سے اپنے تعلقات کی پردہ پوشی کے لیے ایڈی کو ہموار رکھنا بہت ضروری تھا۔

یا اس سچائی کا کوئی اور سبب تھا؟ کوئی دوسرا زیادہ اہم اور زیادہ گہرے پس منظر والا سبب؟ کالن کو کچھ ثابت کرنا مقصود تھا۔ کیا یہ جوائس کی جہاز پر موجودگی کا مفروضہ مستحکم کرنے کی کوئی تدبیر تھی؟ جوائس کی جہاز پر موجودگی کا یقین باضابطہ طور پر اُس کی حادثاتی موت تسلیم کرنے کا جواز بنتا ہے۔ یا اس لیے نہایت ضروری تھا کہ جوائس کی موت کسی اور طرح واقع ہوئی ہے؟ ممکن ہے کالن ہی کے ہاتھوں؟

کالن کی سوجی ہوئی سُرخ آنکھیں، زرد چہرہ، اس سرد رات میں پیشانی پر پسینے کی بوچھاڑ۔ کیا یہ وحشت ناک حالت محض اپنے مربی، اپنے دوست ریڈ کی غم گساری کے سبب تھی۔ ریڈ جو ایک بڑے صدمے کی اذیت سے دوچار ہونے والا ہے۔ کسی محبوب کی اس سے بڑی تضحیک کیا ہوسکتی ہے کہ اُسے ٹھکرا دیا جائے۔ ایسی محبوبہ کی طرف سے جو خوش اندام ہونے کے علاوہ دولت مند اور بااثر بھی ہو، جو ایک مستقل سفارش ہو۔ یقیناً اس سے دست برداری اتنی آسان نہیں تھی۔ ایسا درماندہ محبوب جتنا بھی غضب ناک ہو کم ہے۔ جتنا بھی غم زدہ ہونا کافی ہے۔ کہیں جوائس کالن کے کسی لمحاتی اشتعال کا نشانہ تو نہیں بن گئی؟

لیکن پھر مسٹر اور مسز کیلاہان! یہ کون لوگ تھے؟ اخباروں کی اطلاع کے مطابق ٹکٹ استعمال کیے گئے تھے۔ ڈیپارچر گیٹ پر بورڈنگ کارڈ کا ایک حصہ جدا کیا گیا تھا۔ ایئرلائن کے کاؤنٹر پر مسافروں کی فہرست میں اُن کی حاضری کے خانے میں اثباتی نشان لگایا گیا تھا۔ ضرور دو افراد نے مسٹر اور مسز کیلاہان کے نام سے سفر کیا تھا اور حادثے میں ہلاک ہوگئے مگر کسی جانب سے اُن میں سے کسی ایک کے بارے میں گم شدگی کی رپورٹ درج کیوں نہیں کرائی گئی؟ کیا وہ ایسے بے نام و نشان اشخاص تھے؟ کون تھے وہ؟

ایڈی سے گاڑی ٹھیک طرح نہیں چلائی جارہی تھی۔ اُس نے گاڑی ایک طرف کھڑی کر دی اور اندر بیٹھا سگریٹ پھونکتا رہا۔ وہ ریڈ کے پاس جانے سے پہلے اپنا منتشر ذہن قابو میں کرنا چاہتا تھا مگر یہاں اس ویران سنسان گلی میں بھی اُسے سکون نہ ملا۔ دودھ کے ڈرم سے لدے ہوئے ایک ٹرک کی گڑگڑاہٹ اور کھڑکھڑ گلی میں گونجنے لگی اور دیر تک گونجتی رہی۔ ٹرک کے انجر پنجر ڈھیلے تھے۔ دور دور تک سوئے ہوئے لوگوں کی نیندیں خراب کرتا شتم پشتم چلا جارہا تھا۔ اس کے گزر جانے کے بعد ایڈی نے گھڑی دیکھی، دو بجا چاہتے تھے۔

اُس نے نشست سیدھی کر کے گاڑی اسٹارٹ کر دی لیکن اب اس کا رُخ ریڈ مینشن کی طرف نہیں تھا۔

گرانڈ سینٹرل کے پار یونی ورسل ائر لائن کا نائٹ منیجر اپنے شیشے کے کیبن میں خالی بیٹھا تھا اور کسی سے ہم کلام ہونے کا خواہش مند نظر آتا تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ عملے کے دو تین کارکن بھی بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ ایڈی نے اپنے بٹوے سے اعزازی پریس کارڈ نکالا۔ یہ کارڈ اخبار "لبرٹی" کی طرف سے جاری کیا گیا تھا جس میں پیڈ کا خطیر سرمایہ لگا ہوا تھا۔ پیڈ نے کلنگر نامی منیجر سے تعاون کی درخواست کی اور بتایا کہ وہ مسٹر اور مسز کیلاہان کے سلسلے میں تحقیقات کر رہا ہے۔ کوئی عجب نہیں کہ اس تگ و دو سے اخبار کو کوئی سنسنی خیز کہانی مل جائے۔

نائٹ منیجر نے اپنی ٹائی درست کی کھنکار کر گلا صاف کیا لیکن ایڈی نے اُسے لمبی تمہید باندھنے کا موقع نہیں دیا: "سب سے پہلے ہم معمول کا جائزہ لیتے ہیں۔" ایڈی نے کہا: "فرض کیجیے مسٹر اور مسز کیلاہان ائر پورٹ جا کے ٹکٹ پیش کرتے ہیں۔ پھر کیا ہوتا ہے؟"

"کاؤنٹر والی لڑکی ٹکٹ سے ایک ورق پھاڑ کے انھیں لوٹا دیتی ہے۔ ساتھ میں بورڈنگ کارڈ بھی انھیں دے دیتی ہے۔" منیجر نے شائستگی سے جواب دیا۔

"کسی تصدیق کے بغیر کہ کیا یہ ٹکٹ انھی کے ہیں؟ کیا وہی مسٹر اور مسز کیلاہان ہیں؟ یعنی کوئی بھی یہ ٹکٹ استعمال کر سکتا ہے؟"

"جی ہاں بیرونِ ملک پروازوں میں تو چونکہ پاسپورٹ اور امی گریشن کے دیگر کاغذات وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے کسی دوسرے کے ٹکٹ پر سفر کرنا ممکن نہیں ہوتا لیکن اندرونِ ملک سفر کیا جا سکتا ہے۔" منیجر نے کہا۔ "کاؤنٹر والی لڑکی ریزرویشن فہرست سے ٹکٹوں کے نمبر کا موازنہ کرتی ہے اور رسماً نام بھی پوچھتی ہے۔ ٹکٹوں کے حامل کوئی بھی ہو سکتے ہیں، وہ اگر ہاں کہہ دیتے ہیں تو لڑکی کے پاس اُن پر شبہ کرنے کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا۔ اس کے سوا موزوں طریقۂ کار بھی کیا ہو سکتا ہے۔ مسافروں سے اخلاقی طور پر توقع کی جاتی ہے کہ وہ کسی دوسرے کے ٹکٹ پر سفر نہیں کریں گے۔ اس میں اُن کا فائدہ بھی ہے لیکن....."

"فرض کیجیے۔" ایڈی نے اُس کی بات کاٹ دی۔ "مسٹر اور مسز کیلاہان اس مرحلے کو پار کر کے گیٹ سے بھی گزر جاتے ہیں اور ائر فیلڈ پر جا کے اچانک سفر ملتوی کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ انھیں اس وقت یاد آتا ہے کہ وہ نہایت ضروری فون کرنا بھول گئے ہیں یا پھر اور..... کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ ائر فیلڈ سے واپس کس طرح آئیں گے؟"

"اُسی گیٹ سے دوبارہ۔"

"کیا وہ لڑکی اُن سے پوچھ تاچھ نہیں کرے گی؟"

"لازماً کرے گی بلکہ انھیں روکے گی کہ وہ جہاز کے عملے سے باہر جانے کا پاس لیے بغیر اس گیٹ سے نہیں جا سکتے۔"

"ہمیں ایک دوسری طرح بھی دیکھنا چاہیے۔" ایڈی نے کہا۔ اُس کے دل کی دھڑکن بھی آواز کے ساتھ تیز ہو گئی۔ "انھوں نے سفر ملتوی کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ وہ اس گیٹ کی طرف آتے ہی نہیں، کسی اور طرف نکل جاتے ہیں۔ کیا ہوائی اڈے سے باہر جانے کا کوئی دوسرا راستہ انھیں نہیں مل سکتا؟"

"نہیں!" منیجر حتمی لہجے میں بولا۔

"اگر اُن کا واپس جانا بہر طور اشد ضروری ہو اور لڑکی سے غیر ضروری تکرار میں اُلجھنا نہ چاہتے ہوں تو؟"

"بہت مشکل ہے۔ اس کے لیے انھیں اِدھر اُدھر چکر لگانا پڑے گا۔ ظاہر ہے، وہ کسی دوسرے گیٹ کا رُخ کریں گے یا ہینگر کی طرف جائیں گے جہاں انھیں نہیں جانا چاہیے۔ اس طرح وہ فوراً ہوائی اڈے پر متعین عملے کی نظر میں آ جائیں گے کیونکہ مسافروں کو ائر فیلڈ میں آزادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ خطرناک بھی ہے۔ طیارے ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے شاذ و نادر ہی اس کا امکان ہے۔ ایسا کوئی واقعہ میرے علم میں نہیں۔"

"اس کا مطلب ہے انھیں اُسی خاص گیٹ سے واپس آنا پڑے گا۔" ایڈی نے سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا: "فرض کریں وہ اُسی گیٹ سے واپس آئے لیکن لڑکی کی نظروں سے اوجھل رہے؟"

"ممکن نہیں ہے۔"

"یا بعد میں لڑکی کو اُن کی واپسی یاد ہی نہیں رہی؟"

منیجر نے قدرے استہزائی نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔ "حادثے کے بعد بھی؟ حادثے کے بعد تو جانے کتنی بھولی بسری باتیں یاد آ گئی ہوں گی جناب! اور خصوصاً مسٹر اور مسز کیلاہان کے معاملے میں جن کے کسی وَلی وارث کا سامنے نہ آنا پہلے ہی ایک معمّا بنا ہوا ہے؟"

ایڈی چپ بیٹھا پنسل گھماتا رہا۔ "ٹھیک ہے مسٹر کلنگر! فرض کیجیے میں انھیں رخصت کرنے جاتا ہوں اور اُن کے ساتھ اُس گیٹ سے گزرتا ہوں جب طیارہ روانہ ہو جاتا ہے تو میں واپس آتا ہوں۔ میں کس گیٹ سے واپس آؤں گا؟"

"مسافروں کے سوا کسی کو اس گیٹ سے گزرنے اور طیارے تک جانے کی اجازت

نہیں ہوتی۔"

"کیا کسی کو بھی؟ کوئی بھی اپنے دوستوں کو رخصت کرنے اس گیٹ سے گزر کے طیارے تک نہیں جا سکتا؟"

"یہ خلافِ قانون ہے۔"

ایڈی نے پنسل میز پر رکھ دی اور ہنکاری بھری۔ "بہرحال شکریہ۔" اُس نے کہا۔ یہ محض ایک قیاس تھا۔ وہ کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا لیکن کیبن سے باہر نہیں نکلا۔ "ذرا فون اُٹھائیے۔" مینیجر کو گھورتے ہوئے معاً اُس نے کہا۔ "فرض کیجیے کہ امریکہ کے نائب صدر عازمِ سفر ہیں یا ملکہ برطانیہ یا کوئی اور اہم شخصیت، وزیر، سفیر وغیرہ تو کوئی انھیں وداع کرنے طیارے تک نہیں جائے گا؟"

"یقیناً، مگر یہ ایک مختلف بات ہے۔" منیجر نے کہا۔ "پریس کے نمایندے، حکومت کے چند خاص افسران، ہاں ایسے مواقع پر انھیں اندر جانے کی اجازت ہوتی ہے لیکن طیارہ حرکت میں آجانے کے بعد وہ فوراً واپس ہو جاتے ہیں اور اُسی گیٹ سے گزرتے ہیں جس سے اندر جاتے ہیں۔"

"جو طیارہ حادثے میں تباہ ہو گیا۔" ایڈی کی آواز کسی اندرونی برانگیختگی کے سبب بے قرار سی ہو گئی تھی۔ "کیا اُس میں ایک بڑی شخصیت سفر نہیں کر رہی تھی۔ ایک سفیر جو مغربی اتحادیوں سے ہونے والے مذاکرات میں کلیدی شخص سمجھا جاتا تھا۔ اُس کے جدا ہو جانے پر خود صدرِ مملکت نے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا اُسے وداع کرنے کے لیے طیارے تک کوئی نہیں گیا تھا؟"

منیجر کی آنکھیں چوڑی ہو گئیں۔ اُس نے فوراً فون اُٹھا لیا اور انٹرکام پر جلدی جلدی کوئی نمبر ڈائل کیا۔ اُس نے مختصراً چند سوالات کیے اور فون بند کر کے ہیجانی نظروں سے ایڈی کو دیکھنے لگا۔ "پچیس افراد سفیر کو وداع کرنے طیارے تک گئے تھے۔" وہ جوشیلے لہجے میں بولا۔

"کیا انھیں فرداً فرداً چیک کیا گیا تھا؟"

"غالباً نہیں۔ ممکن ہے اندر جاتے وقت سیکورٹی گارڈوں نے اُن کے کارڈ وغیرہ دیکھے ہوں لیکن واپسی میں اس کی خاص ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔" منیجر تذبذب سے بولا۔

"تو کیا سفر کا ارادہ ملتوی کرنے کے بعد مسٹر اور مسز کیلاہان اُن لوگوں میں شامل ہو کے باہر نہیں نکل سکتے؟"

"کیوں نہیں نکل سکتے مگر شاید صرف وہی کسی دوسرے کا اُن کی طرح عقل مند ہونا شرط ہے۔"

منیجر نے سگریٹ کیس نکال کے بعجلت ایڈی کو پیش کیا۔ ایڈی نے اپنے لائٹر سے اُس کی اور اپنی سگریٹ جلائی۔ "آپ نے اہم پہلو دریافت کیا ہے جناب۔" منیجر تیزی سے بولا۔ "مگر سوال یہ ہے کہ وہ آگے کیوں نہیں آ رہے ہیں یہ بتانے کے لیے کہ وہ حادثے کا شکار نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں؟"

"اس کے ذمے دار تو آپ ہیں۔" ایڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "اور اس کا جواب تو آپ کے چیئرمین کے بیان میں موجود ہے۔ لوگ یقیناً کسی ایسی وجہ کے تحت فرضی ناموں سے سفر کرتے ہیں جسے وہ لوگوں سے چھپانا چاہتے ہیں۔"

ایڈی کا منتشر ذہن خاکے بنا رہا تھا۔ کالن اور جوائس کے درمیان کشیدگی شاید تھیٹر جانے سے پہلے شروع ہو گئی تھی تاہم انھیں دوسرے دن ایک دلچسپ سفر کا آغاز کرنا تھا۔ پروگرام کے مطابق وہ ایک دوسرے سے کھنچے کھنچے ہوائی اڈے پہنچے ہوں گے۔ طیارے میں سوار ہونے کے لیے وہ مسافروں کے گیٹ ہی سے اندر داخل ہوئے لیکن اس وقت اُن کے مابین کشیدگی عروج پر پہنچ گئی۔ جوائس نے جانے سے انکار کر دیا اور وہ سفیر کو رخصت کرنے والوں میں شامل ہو کے واپس آ گئے۔ کالن کو اس موقع پر کسی پرسکون جگہ چلنے اور بیٹھ کے آرام سے بات کرنے کی تجویز پیش کرنی چاہیے۔ وہ جوائس کو اپنے فلیٹ لے جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن وہاں پرسکون طریقے سے معاملات نمٹنے کے بجائے بگڑتے چلے گئے۔ کالن پر جنون سوار ہو گیا اور جنون کے غلبے میں اُس نے جوائس کو ہلاک کر ڈالا۔ لاش ٹھکانے لگانے کا مسئلہ اُس کے لیے ایسا آسان نہیں ہو گا لیکن رات کا آخری پہر تھا۔ اُس نے اپنی کار یا کسی اور چیز سے مدد لی ہو گی۔ اُس کے بعد کرب و اضطراب کے یہ چند دن، منصوبہ بندی اور آنے والے حالات سے نمٹنے کے یہ چند دن۔ اس دوران اُس نے لاسن سے رابطہ قائم رکھا تا ایں کہ لاسن کی زبانی اُسے ریڈ مینشن میں پولیس کی آمد کا علم ہوا۔ وہ اُس کی وحشت، خوف زدگی کا عالم، ہذیانی سا انداز۔ ایڈی اب کچھ اور شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ اب وہ بات تمام خال و خد کے ساتھ ایڈی کی سمجھ میں آ رہی تھی کہ کالن کو آخر ریڈ کے جذبۂ احساس کی اتنی فکر کیسے ہو گئی ہے۔ ایڈی ہی کو کالن اور جوائس کی آشنائی کا علم تھا اور اُسی کی طرف سے یہ راز افشا ہو جانے کا خطرہ درپیش تھا۔ حفظِ ماتقدم کے لیے اُسی کو ایک کہانی سنانی چاہیے تھی۔ ایک ایسی کہانی جس پر یقین کیا جا سکے۔ ایڈی کا ذرا سا اشارہ پولیس کی توجہ کالن کی طرف مبذول کر سکتا تھا۔ ریڈ سے ایڈی کی وفاداری مسلّم تھی۔ کتے کی سی وفاداری۔ ایڈی سے توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ اپنے عزیز آقا کو جوائس کی بے وفائی کا صدمہ پہنچانے کے بجائے خاموشی پر قناعت کرے گا کیونکہ جوائس کی بے وفائی ریڈ کو مکمل طور پر تباہ کر دے گی۔ کالن نے یہی کچھ سوچا ہو گا مگر کیا ایڈی اپنے آقا کے سکونِ قلب کے لیے ایک قتل کی بھی پردہ پوشی کر سکتا ہے؟

ائرلائن کے دفتر سے نکل کے ایڈی نے گاڑی ریڈ مینشن جانے والے راستے کی طرف موڑ دی۔ اُس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ محض ایک خاکہ تھا مگر بڑا واضح خاکہ۔ یہ پیش آنے والے واقعات کا ایک منطقی تجزیہ تھا۔ اس کی بنیاد پر مزید تحقیق و تفتیش کی راہ متعین کی جا سکتی تھی۔ تاہم ریڈ یا پولیس کے سامنے زبان کھولنے سے پہلے اُسے زیادہ ٹھوس، زیادہ مؤثر حقائق کی ضرورت تھی۔ سرِدست اُسے ریڈ کی فکر تھی کہ وہ آرام سے سو بھی پایا یا نہیں۔ اُس کے بعد وہ اپنے فلیٹ میں بند ہو کے آیندہ کا لائحہ عمل طے کرنا چاہتا تھا۔

ریڈ مینشن میں فون کے قریب آرام کرسی پر بیٹھا لاسن نیند کی جھونک میں تھا۔ ایڈی کو دیکھ کے وہ مستعد ہو گیا۔ "کوئی فون نہیں آیا تھا اور مسٹر ریڈ ابھی تک خواب گاہ سے برآمد ہوا تھا۔" "میں اُوپر جا کے دیکھتا ہوں۔" ایڈی، بٹلر لاسن کی کمر تھپکتا ہوا اُوپر چلا گیا۔ اندر کمرے میں دھیمی دھیمی روشنی چھائی ہوئی تھی۔ ریڈ شب خوابی کے لباس میں واقعی گہری نیند سو رہا تھا۔ ایک مصنوعی نیند، دو گولیوں کی رہینِ منت۔

عمر کی پختگی کے باوجود ریڈ کے چہرے پر بچوں کی سی معصومیت تھی۔ ایڈی اُس

کے باعث کافی دیر تک اُسے گھورتا رہا اور سوچتا رہا کہ زندگی کے بیشتر معاملات میں یا نت داری سے ثابت قدم رہنے والے اس شخص کو قدرت کیوں اتنے کڑے امتحان میں ڈال رہی ہے۔ ایڈی اُس کا کمبل درست کرنے لگا جیسے وہ ایک شفیق باپ ہو اور ریڈ ایک ننھا بچہ۔ ایڈی کا ذہن مسلسل اس کشاکش سے نکلنے کی تدبیروں میں اُلجھا ہوا تھا۔ کیا وہ سب کچھ بھول جائے جو اُس نے دیکھا اور محسوس کیا ہے؛ اتنی بڑی حقیقت سے آنکھیں چرا لے اور کالن کو اس سفاکی کے باوجود آزاد چھوڑ دے؛ کیوں کہ اسی میں ریڈ کی زندگی ہے۔ ریڈ کو آخر آہستہ آہستہ صبر آ جائے گا اور کسی دن وہ جوائس کی گم شدگی سے بھی سمجھوتا کر لے گا۔

ایڈی دبے قدموں ریڈ کے سرہانے آ گیا اور اُس کی مسہری سے پیوستہ دراز ٹٹولنے لگا۔ دراز میں لائٹر کے علاوہ ریڈ کا گچھا، چابیاں اور ریزگاری رکھی ہوئی تھی۔ ایڈی نے لائٹر اُٹھا لیا اور اپنے ہونٹوں میں دبا ہوا سگریٹ سلگانے کے لیے اُسے جلایا مگر ایڈی کا ہاتھ سگریٹ تک نہ پہنچ سکا؛ درمیان میں معلق ہو کے رہ گیا۔ لائٹر کی روشنی میں چابیوں اور سکوں کے بیچ ایک چمکتی دمکتی چیز پر اُس کی نظر پڑی۔ ایڈی کی آنکھیں دھندلا گئیں اور اُسے اپنا خون رگوں میں جمتا محسوس ہوا۔ وہ جوائس کی ہیروں سے جڑی بیش بہا انگوٹھی تھی۔ جوائس کی شادی کی انگوٹھی! ایڈی اُسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ آٹھ سال پہلے ریڈ نے یہ اُس کی موجودگی میں اور اُس کے مشورے سے خریدی تھی۔ ایڈی اس حقیقت سے بھی آگاہ تھا کہ شادی کے بعد جوائس نے اسے کبھی اپنی انگلی سے جدا نہیں کیا۔ یہی وجہ تھی کہ ایڈی سُن ہو کے رہ گیا تھا۔ وہ جھک کے دراز میں جھانکنے لگا اور اپنی زیر و زبر سانسیں بحال کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کی نظریں اپنے خوابیدہ دوست ریڈ کے چہرے پر مرکوز ہو گئی تھیں۔ تو کیا ریڈ؟ نہیں نہیں۔

پھر ریڈ کے پاس اس انگوٹھی کا کیا مطلب ہے؟

یہ خیال آتے ہی اُس کا جسم لرز اُٹھا تھا۔ اُس نے اپنے سر میں بلبلاتے ہوئے خیالات دبانے چاہے لیکن یہ اُس کے بس میں نہیں تھا۔ اُس کا تصور اُسے ایک دوسری طرف بھٹکائے لیے جا رہا تھا۔ وہ دیکھ سکتا تھا کہ واقعات کس طرح رونما ہوئے ہوں گے۔

ریزرویشن کرانے یا ٹکٹ اپنے پاس محفوظ کرنے کے معاملے میں جوائس سے یقیناً کوئی چوک ہوئی ہو گی۔ گویا ریڈ کو کینٹکی کے دورے سے پہلے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے جانے کے بعد جوائس کسی کے ساتھ فلوریڈا جانے کا پروگرام بنا چکی ہے۔ یہ جان کے ریڈ پر شکوک و شبہات اور غصہ و غم نے کس طرح یلغار کی ہو گی؛ ایڈی اس کا بخوبی اندازہ کر سکتا تھا۔

وہ جمعرات کی شام تھی۔ ایڈی نے کینٹکی جانے والے طیارے میں سوار ہونے کے لیے ریڈ کو وداع کیا تھا مگر کیا ریڈ طیارے میں سوار ہوا تھا یا کسی قریبی ائرپورٹ تک سفر کر کے دوسری پرواز سے واپس آ گیا تھا؟ اُسے تو یقین ہی نہیں ہو گا۔ اپنے سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے اُس کا سارا وجود مستقل جلتا رہا ہو گا۔ کون ہے وہ شخص جسے جوائس نے اُس کی جگہ منتخب کیا ہے؟ کون ہے وہ خوش بخت؟ کون ہے وہ کمینہ؟ پھر کالن کی کمائی ضرور ریڈ تک پہنچی تھی کہ جوائس سے اُس کا جھگڑا ہو گیا اور وہ اُسے گھر پہنچا کے چلا گیا۔ گویا صبح جوائس اکیلی ائرپورٹ گئی۔ ٹکٹوں کی بر وقت واپسی یا اُنھیں کسی ضرورت مند کے ہاتھوں فروخت کرنے کے ارادے

دسترخوان

اِکرام احمد کی ضیافت

کرمان کا ایک بادشاہ نہایت مہمان نواز تھا۔ جو پردیسی آتا، تین روز شاہی مہمان رکھا جاتا۔ ایک مرتبہ عضدالدولہ نے کرمان پر چڑھائی کر دی اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس موقع پر بھی بادشاہ نے اپنی روایت برقرار رکھی۔ وہ دن کو جنگ کرتا اور رات کو دشمن کے لشکر کے لیے کھانا بھیجتا۔ یہ روش دیکھ کے عضدالدولہ نے اُس سے کہلوایا: "کیا بات ہے تم دن کو میرے سپاہیوں کو قتل کراتے ہو اور رات کو اُنھیں کھانا کھلاتے ہو؟" کرمان کے بادشاہ نے جواب بھجوایا: "دشمن سے جنگ کرنا ضروری ہے اور مسافروں کو کھانا کھلانا فرض۔ تمھارے سپاہی بیک وقت دشمن بھی ہیں اور مسافر بھی۔ لہٰذا جس طرح اُن سے جنگ کرنا لازمی ہے، اسی طرح اُن کی خاطر کرنا بھی لازمی ہے۔"

عضدالدولہ نے ایسے دشمن سے جنگ کرنا فضول سمجھا اور محاصرہ اُٹھا لیا۔

سے۔ یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ کالن کی جگہ کسی اور سے اُس کا پروگرام طے ہو گیا ہو۔ وقت کی کمی کے باعث پرواز کے وقت ائرپورٹ پر اُن کی ملاقات طے پائی ہو لیکن وہ شخص ائرپورٹ پر پہنچ نہ سکا ہو اور جوائس اُس کے انتظار میں بے چینی سے اِدھر اُدھر گھوم رہی ہو۔ ہو سکتا ہے اُس نے اکیلے ہی سفر کا ارادہ کر لیا ہو اور دوسرے ٹکٹ کے صحیح مصرف کی جستجو میں ہو۔ کچھ بھی ممکن ہے۔ یہ امکان بھی ہے کہ اُسے کالن ہی کا انتظار ہو۔ وہ اُس وقت چند لمحوں کے لیے ضرور ہلاک ہو گئی ہو گی جب کسی گوشے سے کوئی نرم بازو اُس کی کمر میں حمائل ہوا ہو گا اور اُس نے اپنے سامنے ریڈ کا بُت دیکھا ہو گا۔ "کیا آپ مجھے ہم سفر بنانا پسند کریں گی مادام؟" ریڈ کو اس موقع پر کچھ اسی طرح مخاطب ہونا چاہیے۔

سکتے کی سی کیفیت سے دوچار جوائس کو وہ ڈیپارچر گیٹ سے آگے ائرفیلڈ تک بھی لے گیا۔ ٹکٹ تو وہ موجود ہی تھے۔ یقیناً اُنھوں نے جہاز کی سیڑھیاں طے نہیں کی ہوں گی۔ دم بخود جوائس کو سنبھلنے میں کچھ دیر لگنی چاہیے تاہم گیٹ سے گزرنے کے بعد اُس نے اپنا رویہ طے کر لیا ہو گا کہ اب کسی لیت و لعل، کسی عذر و تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ اُسے سب کچھ سچ بتا دینا چاہیے۔

ائرفیلڈ سے وہ سفیر کو رخصت کرنے والے ہجوم میں شامل ہو کے واپس آ گئے۔ واپسی میں اُن کی منزل گھر نہیں ہو گی۔ اپنا گھر جہاں سُہانی یادوں کی ایک حسین دنیا آباد تھی یا فریبی یادوں کی دنیا۔ جو کچھ بھی تھا، دونوں میں سے کوئی بھی ناخوش نہیں تھا۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ اتنا غبار سمیٹے گھر کی طرف واپس آئیں۔ وہ کسی اور طرف چلے گئے ہیں؛ اور جوائس اتنی دیر میں جوانس میں وہ جرات عود کر آئی جس کا مظاہرہ اُس نے ایڈی کے سامنے کیا تھا۔ اعتراف کا وہ بے لاگ بے رحم انداز۔ مگر وہ ریڈ تھا، ایڈی نہیں۔ ریڈ سے برداشت نہیں ہوا۔ چاہیے اُس جیسا کوئی بھی کسی کا طلب گار؛ کسی جوائس کا مدعی یہ جان کے متوازن نہیں رہ سکتا تھا۔ کسی بے پناہ ابتر شخص کے ساتھ یہ ایک نہایت اذیت ناک مذاق ہے، بہت گھٹیا مذاق۔ جوائس کے خون سے یہ آگ کچھ بجھ سکتی تھی۔ جانے کس طرح، کن ہاتھوں سے ریڈ نے یہ کام انجام دیا ہو گا۔ لاش

ٹھکانے لگانے میں اُسے وہی دشواری پیش آئی ہوگی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ایڈی کالن کے متعلق سوچ رہا تھا۔ ریڈ کے پاس اتنا وقت بھی نہیں تھا۔ اُسے جلد از جلد کینٹکی کے لیے پرواز کر جانا تھا جہاں پروگرام کے مطابق اُس کی موجودگی ضروری تھی۔ بہرحال کسی نہ کسی طور اُس نے یہ سب کچھ نمٹا دیا اور کینٹکی پہنچ گیا۔ تمام نشانات مٹانے کے ساتھ اُسے جوائس کی انگوٹھی یاد رہی جو شادی کے بعد سے جوائس کی انگلی کا جزو بنی رہی تھی۔ جس کی موجودگی لمحوں میں اُسے شناخت کرا سکتی تھی۔

یہ سب تو ٹھیک ہے مگر ایڈی!

ایڈی بے حس و حرکت کھڑا سکوں اور چابیوں کے درمیان پڑی ہوئی انگوٹھی گھورتا رہا۔ ہر جرم میں کوئی نہ کوئی چوک غالباً جرم کا حصہ ہے۔ مجرم کا لازمی عنصر۔ یہ انگوٹھی تو بڑے فتنے کا سبب بن سکتی تھی۔ اُسے ریڈ کو جگا کے متنبہ کر دینا چاہیے کہ وہ اسے جلد از جلد خود سے دُور کر دے۔ بہتر ہے کہ ایڈی خود ہی اُسے اٹھا کے اپنے پاس محفوظ کر لے تاکہ کہیں ریڈ کے جاگنے سے پہلے لاسن یا کسی اور کی نظر نہ پڑ جائے لیکن ایڈی کے لیے انگوٹھی جیسے انگارا بن گئی تھی۔ کوشش کے باوجود وہ اُسے نہ اُٹھا سکا۔

اُس کے حواس کام نہیں کر رہے تھے۔ اُس نے خواب گاہ سے چلے جانا مناسب سمجھا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ جذباتی طور پر ریڈ کا یہ اقدام کس حد تک جائز تھا لیکن کتنے دنوں تک زندگی بھر اصولوں کے سہارے چلنے والا یہ مضبوط شخص اپنے احساسِ جرم کا پشتارہ کندھے پر اُٹھائے سفر کر سکے گا۔ چند ہفتوں تک اُس کے اعصاب مزاحمت کرتے رہیں گے۔ جوائس کو اس نے اپنے ہاتھوں سے ختم کر ڈالا ہے مگر جوائس کے بغیر یہ ادھورا ابھی بہت رہے گا۔ کوئی بعید نہیں کہ کسی دن اسی خواب گاہ میں ایک اعتراف نامہ پڑا ملے اور ایک ہتھیار اور ریڈ کا بکھرا ہوا جسم۔

ایڈی کسی شرابی کی طرح ڈگمگاتا ہوا سیڑھیوں سے اُترا۔ ہال میں اُس نے صوفے پر رکھا ہوا اپنا اوور کوٹ اُٹھایا اور لاسن سے کچھ کہے بغیر ریڈ مینشن سے نکل آیا۔ اپنے فلیٹ تک بمشکل دو بلاک کا فاصلہ اُسے میلوں کی مسافت سے زیادہ دشوار لگا۔ اپنے فلیٹ کی گہرے بھورے پتھروں کی عمارت میں داخل ہوتے ہوتے وہ تھک کے چور ہو گیا۔ دوسری منزل پر اُس کا فلیٹ تھا۔ جیسے تیسے اُس نے یہ فاصلہ عبور کیا اور چابی نکال کے دروازہ کھولنے لگا۔ ابھی دروازہ نہیں کھل پایا تھا کہ معاً اُسے قریب کسی کی آہٹ کا احساس ہوا اور اُس نے راہ داری کے آخری سرے پر ہلکے اندھیرے میں ایک ہیولا سا لرزتا دیکھا۔

اُس کے بازو اکڑ سے گئے۔ ضرور کوئی چور ہے اور عقب سے وار کر کے ایڈی کی جگہ خود فلیٹ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ غصے کی کوئی بجلی سی ایڈی کے جسم میں کوند گئی۔ اُس نے یہی ظاہر کیا کہ اُسے کچھ نظر نہیں آیا ہے اور چابی گھمانے میں اُس نے دانستہ دیر لگائی۔ اُس کی ساری واماندگی اور شکستگی رخصت ہو چکی تھی۔ وہ چور کے قریب آنے کا منتظر رہا تاکہ اُسے ٹکڑوں میں تقسیم کر دے۔ یہ جارحانہ منتقمانہ خواہش شاید اُس کے رگ و پے میں گھلی ہوئی تلخی کا ردِعمل تھی۔ وہ دروازے پر جھکا ہوا بظاہر تالا کھولنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اُس کے تمام حواس دوسری جانب مرکوز تھے۔ وائلن کے تاروں کی طرح تنے ہوئے۔ اُس نے سائے کو قریب آتے محسوس کیا۔ وہ بالکل تیار تھا۔ گزرے ہوئے دنوں کی پیشہ ورانہ مہارت کا اعتماد ابھی تک اُس میں باقی تھا لیکن جب وہ لمحہ آیا تو اُس کے اعصاب جھنجھنا کے رہ گئے۔ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا۔

"میں تو سمجھی تھی شاید تم اب کبھی گھر واپس نہیں آؤ گے۔" اُس کے کانوں میں جوائس کی آواز گونجی۔ ہلکی اور گھٹی ہوئی آواز۔ دوسرے ہی لمحے وہ راہ داری کے نیم تاریک گوشے سے نکل کے اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

ایڈی کے ہاتھ سٹپٹانے لگے مگر کسی نہ کسی طرح وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ کچھ نہیں بول سکا۔ اُس کے ہونٹ ضرور کپکپائے تھے لیکن آواز حلق سے نہ نکل سکی۔

پھر وہی منظر، وہی بھولا بسرا منظر خود کو دہرا رہا تھا۔ اُس نے اپنا قلمی کوٹ احتیاط سے کرسی کی پشت پر لٹکا دیا۔ ایڈی کرسی میں دھنس گیا۔ وہ تادیر کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ جوائس کمرے میں ٹہلنے لگی۔ ایڈی کو یاد تھا کہ چھ سال پہلے جب وہ یہاں آئی تھی تو سبز کپڑوں میں ملبوس تھی۔ آج وہ نیلے کپڑے پہنے ہوئے تھی اور کم و بیش وہی اس کا رنگ روپ تھا جیسے وقت جوائس سے بچ بچ کے گزرتا رہا ہو۔ "کیا میرا نام گم شدگان کی فہرست میں درج ہو چکا ہے ایڈی؟" اُس نے درشتی سے پوچھا۔ جانے یہ درشتی کس بات کی تھی۔

"گزشتہ تین گھنٹوں میں تم دو مختلف آدمیوں کے ہاتھوں قتل ہو چکی ہو۔" ایڈی نے مضطرب آواز میں کہا۔ اُس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

جوائس کے ہونٹوں پر ایک لمحے کے لیے خفیف سی مسکراہٹ اُبھری۔ "اس صورت میں یہی ہو سکتا ہے۔" اُس نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا اور قدرے تامل کے بعد بولی۔ "مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے ایڈی!"

"جہنم میں جائے ایڈی اور..... اور۔" اُس نے اضطراری انداز میں جیب سے سگریٹ کیس ٹٹول کے نکالا مگر اُسے خیال آیا کہ اُس کا لائٹر تو خشک پڑا ہے۔ لائٹر سے اُسے ریڈ کے پلنگ کی دراز میں پڑی ہوئی شادی کی انگوٹھی یاد آ گئی۔

"تم نے ریڈ کو میرے اور کالن کے بارے میں کچھ بتایا تو نہیں؟" جوائس نے اُس کی برہمی پر توجہ نہ دی۔

"نہیں۔"

"خدا تم پر رحم کرے ایڈی۔" یہ ایڈی کے لیے ریڈ کا تکیہ کلام تھا جو خود کار انداز میں جوائس کے ہونٹوں سے ادا ہوا۔

"میں اُسے کیا بتاؤں یہی کہ تم کالن کے ساتھ فلوریڈا جا رہی تھیں لیکن وہ نہ جا سکا اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بھی نہیں گئیں۔ آخر یہ سب کیا ہے جوائس! تمہارا کیا ارادہ ہے؟ تم ریڈ سے یہ کیسا مذاق کر رہی ہو؟ چھ دن بلکہ تمہیں غائب ہوئے آج ساتواں دن شروع ہو چکا تھا۔"

وہ اُس کے مقابل آ کے ٹھہر گئی۔ اُس کی آنکھیں ایڈی کو کچھ اور گہری لگیں۔ کنویں کی طرح گہری اور ڈوبی ہوئی۔ یقیناً ان میں نمایاں طور پر کوئی ملال کوئی حسرت جھلک رہی تھی۔ "مجھے مرنے کے لیے تمہاری مدد درکار ہے ایڈی!" وہ شکستہ آواز میں بولی۔

ایڈی آنکھیں سکیڑے اُسے گھورنے لگا تصویرِ حیرت بنا، اور بے جلا سگریٹ اُس کے مبہوت ہونٹوں میں پھنسا رہا۔

"ہم اُسی جہاز پر جا رہے تھے: میں اور کالن دونوں لیکن کالن سے میرا جھگڑا ہو گیا اور وہ مجھے گھر چھوڑ گیا۔ تھیٹر کا افتتاحی شو ختم ہو چکا تھا۔ ریڈ بھی یہاں نہیں تھا اور بظاہر ایسا کوئی خاص کام بھی میرے پاس نہیں تھا جو رکاوٹ کا سبب بنتا۔ یہی سوچ کے میں نے اکیلے جانے کا ارادہ کر لیا حالانکہ مجھے اندازہ تھا "تنہا سفر" میں کیا سکون کیا سکون مل سکے گا مگر نیویارک کی ہنگامی زندگی سے دو تین روز کے لیے سہی نجات تو مل جائے گی۔ بس میں منہ اٹھائے ائرپورٹ چلی گئی۔ دو ٹکٹ میرے پاس تھا اور میرا خیال تھا، ائرپورٹ پر کوئی نہ کوئی طلبگار مل جائے گا۔ یہی ہوا وہاں مجھے ایک نوجوان نظر آیا۔ ایک پُروقار خوش اطوار نوجوان وہ اس جہاز میں نشست حاصل کرنے کے لیے بہت بے قرار تھا اور اِدھر اُدھر مارا مارا پھر رہا تھا اور جہاز پر کوئی فاضل نشست نہیں تھی۔ اُس کی بے چینی دیکھ کے میں نے اُسے اپنے ٹکٹ کی پیش کش کر دی میرے ساتھ ہی اُس کی نشست پڑتی تھی نشست نمبر ۱۲"

ایڈی کو ایسا لگا کہ یہ کہتے کہتے سیلٹی لباس میں چھپے ہوئے جوائس کے سراپا میں کوئی تلاطم سا اٹھا ہے۔

"نوجوان بہت ممنون ہوا" جوائس نے کہا "میں نے اُسے بتا دیا تھا گیٹ سے گزرتے وقت وہ مسٹر کیلاہان کا نام یاد رکھے کیونکہ ٹکٹ اسی نام سے ہے۔ اُسے کیا اعتراض ہو سکتا تھا! اُسے بہر حال فلوریڈا پہنچنا تھا۔ مجھے اُس کا نام تک نہیں معلوم تھا لیکن ایڈی! پھر وہی عارضہ، میں تمھیں بتاؤں کہ اُسے دیکھ کے میرے دل و دماغ میں میرے وجود میں وہی تموج بیدار ہونے لگا۔ وہی طغیانی وہی ہوک سی اور چیلنج سا، کوئی مہم سر کرنے کا جنون۔ میں اُس کے ساتھ گیٹ سے بھی گزر گئی پھر اُس کے پہلو بہ پہلو جہاز تک جاتے جاتے جیسے کسی نے مجھے جھنجوڑ کر اس بے خودی سے جگانے کی کوشش کی۔ یک لخت مجھے احساس ہوا کہ یہ میں کیا کر رہی ہوں ساری احتیاط بالائے طاق رکھ کے یہ میں کس شخص کے ساتھ جا رہی ہوں۔ اس کا نام و نشان جانے بغیر میرے ذہن میں اس کے لیے کیسے منصوبے کروٹیں لینے لگے ہیں۔ کسی بھی خطرے سے اب مجھے خوف نہیں آتا۔ مجھے اپنے سماجی رتبے کا کوئی پاس لحاظ نہیں ہے تو کسی دوسرے کا خیال تو ہونا چاہیے۔ یقیناً میں اپنی زندگی کے کسی خطرناک موڑ پر پہنچ چکی ہوں جہاں سے آگے ایک لمبے اندھے اور ہولناک راستے کے سوا کچھ نہیں۔ اس سے آگے کون سی منزل ہے۔

میں اُسے جہاز کے پاس چھوڑ کے اُن لوگوں میں شامل ہو گئی جو کسی اہم شخصیت کو رخصت کرنے آئے تھے۔ میرا مختصر سفری سامان میرے ساتھ تھا۔ میں ایک سستے ہوٹل میں چلی گئی اور فرضی نام سے کمرہ لے لیا۔ میں گھر جانے سے پہلے کوئی فیصلہ کرنا چاہتی تھی کہ کیا وہ میرا ہی گھر ہے اور کیا میں اُسی گھر کی ہوں۔ یہ دو ٹی اور بہروپ کب تک؟ میں کسی طور ریڈ کی اہل نہیں ہوں کہ میں حدود و قیود اور وضع و احتیاط کی منزل سے گزر چکی ہوں۔ میں نے اُسے کتنا بچا کے رکھا ہے اور اس طرح کب تک اُسے سوائی سے بچانے کی کوشش کرتی رہوں گی۔ یہ میرے اختیار سے باہر ہے ایڈی! میں تو ایسے ہی بھٹکتی رہوں گی تو پھر کیوں یہ سب... اور اُسی صبح میں نے طیارے کے حادثے کی خبر پڑھی۔ مسٹر کیلاہان کے نام سے سفر کرنے والا وہ جوان آدمی یقیناً مر چکا تھا اور کوئی مسز کیلاہان اُس کے ساتھ نہیں تھی۔"

وہ مغموم سے انداز میں مسکرائی اور رُک کے ایڈی کو دیکھنے لگی جو ساکت و جامد بیٹھا ہوا تھا۔ "یہ حادثہ اتنے لوگوں کو موت کا نشانہ بنا چکا تھا مگر مجھے ایسا لگا کہ میرے لیے یہ کسی تحفے کے مانند ہے، قسمت کے تماشے کے مانند۔ اس افسوس ناک واقعے میں میرے لیے نئی زندگی کا کوئی اشارہ مضمر ہے۔ قدرت شاید میری مدد کرنا چاہ رہی ہے۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ یہ ایک سنہرا موقع ہے۔ اگر ریڈ کو معلوم ہو جائے کہ میں بھی اسی طیارے میں سوار تھی اور حادثے کی نذر ہو چکی ہوں تو بے شک اُسے زبردست صدمہ پہنچے گا مگر یہ ایک صاف ستھرا صدمہ ہو گا جو برداشت کیا جا سکتا ہے لیکن سوال یہ تھا کہ جہاز میں میری موجودگی کا باعزت جواز کیا ہو سکتا ہے؟ تم سمجھ رہے ہو ایڈی! باعزت جواز یہی ہو سکتا ہے کہ ریڈ کو کسی اور سچ کا علم نہ ہونے پائے ایک ایسا جواز جو ریڈ کے اعتماد اور عزتِ نفس کا خون نہ کرے۔ میرا ذہن بہت منتشر تھا۔ اتنے اعصابی دباؤ میں کوئی صحیح فیصلہ کیا کر سکتا ہے اس لیے آج رات میں تم سے مشورہ کرنے اور تمھاری مدد طلب کرنے آئی ہوں۔"

"تم نے یہ کیسے سمجھا کہ میں تمھاری مدد کروں گا؟"

"کیوں کہ تمھیں ریڈ سے محبت ہے۔" وہ پُرامید لہجے میں بولی "یقین کرو ایڈی! اس سے زیادہ کسی بدترین صدمے سے بچانے کا یہی ایک طریقہ ہے۔" جوائس کی آواز میں لرزش آگئی "میں نے تم سے کہا تھا نا ایڈی کہ یہ سب اب میرے بس سے باہر ہے۔ میں اُسے مزید محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن یہ تو کچھ اور سوا ہو گیا ہے۔"

"تمھارے خیال میں میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"تم خوف زدہ کالن کو مجبور کر سکتے ہو کہ وہ اپنا اور میرے مراسم کی حقیقت ہمیشہ کے لیے چھپائے رکھے۔ تم اُسے آمادہ کر سکتے ہو کہ اُسے ایک اور کام بھی کرنا ہے۔ اگر یہ خبر نہیں تو جوائس سے اپنے بھولے بسرے مراسم کی خاطر اپنے دوست ریڈ کی آسودگی قلب کے لیے اور خود اپنی بہتری کے لیے۔"

"وہ کیا کر سکتا ہے؟"

"میرے ذہن میں ایک کہانی آتی ہے جو وہ ریڈ کو سنا سکتا ہے۔ اداکاری اُس کا پیشہ ہے۔ وہ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے اور اس میں حقیقت کا رنگ بھر سکتا ہے۔ اس پر اُسے اعتراض بھی کیا ہونا چاہیے۔"

"مگر کیسی کہانی؟" ایڈی نے بے ربطی سے پوچھا۔

"یہ کہانی کہ وہ ویک اینڈ منانے کے لیے کسی لڑکی کے ساتھ فلوریڈا کا پروگرام بنا چکا تھا۔ لڑکی کا نام وہ ایک باعزت عیاش کی طرح پوشیدہ ہی رکھے گا۔ وہ بتائے گا کہ نشستیں محفوظ ہو چکی تھیں مگر عین وقت پر اُس لڑکی کی وجہ سے پروگرام منسوخ ہو گیا۔ جمعرات کو تھیٹر میں افتتاحی شو کے دوران اس کا تذکرہ اُس نے مجھ سے کیا تھا۔ مجھ سے اور ریڈ سے اُس کی بے تکلفی خاصی تھی۔ فلوریڈا کے ذکر پر جوائس مشتاق ہو گئی کہ کیوں نہ وہ خود ہی دو تین روز کے لیے چلی جائے۔ اُس نے مجھ سے دونوں ٹکٹ لے لیے اور کہا کہ دوسرا ٹکٹ وہ ائرپورٹ

پاس ضرورت مند کو دے دے گی۔ ریڈ کو معلوم ہے کہ میں بہت دنوں سے کسی پُرفضا مقام پر جانے کے لیے کہہ رہی تھی۔ کالن نے بہ خوشی ٹکٹ میرے حوالے کر دیے۔ کالن کو بتانا ہے کہ اُس کے بعد مجھ سے اُس کا کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ درمیان میں اتنا وقت بھی نہیں تھا لیکن حادثے کی خبر پڑھ کے اُس کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ سراسیمہ ہو گیا۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں اسی طیارے سے گئی ہوں۔ ممکن ہے آخر وقت میں نے ارادہ بدل دیا ہو اور ٹکٹ کسی اور کو دے دیے ہوں۔ وہ خود کو یہی دلاسے دیتا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ مسٹر اور مسز کیلاہان کے نام سے سفر کرنے والے دو کوئی ہوں گے تو اُن کے رشتے دار سامنے آئیں گے لیکن اُن کے سامنے نہ آنے اور ادھر میرے مسلسل غیاب سے اُسے یقین کرنا پڑا کہ میں طیارے ہی میں تھی۔ وہ خود کو آمادہ کر رہا ہے کہ اس طرح ریڈ کو اس سانحے سے آگاہ کرے۔ یہ سُن کے ریڈ کا کیا حال ہو گا۔ آخر اُسے ریڈ کے پاس آنا پڑا کہ ایک نہ ختم ہونے والے کربناک انتظار کا سلسلہ کہیں تو تمام ہو۔ اداکار زعدا کار کالن کی اس کہانی پر ریڈ کے یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہیں نا ایڈی؟" وہ سوگوار سی آواز میں بولی۔

ایڈی کی رگوں میں جما ہوا خون گردش کرنے لگا۔ "ہاں۔" اُس نے مُذبذب کہا۔ "تم شاید ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔"

"تم کالن کو میری اور اُس کی آشنائی چھپانے اور ریڈ تک یہ کہانی منتقل کرنے پر مجبور کر سکتے ہو ایڈی؟" وہ لرزتے ہوئے بولی۔ اُس کے اطوار میں التجا بھی شامل تھی۔

ایڈی چُپ بیٹھا رہا۔ جوائس کا قیاس کچھ ایسا ناقابلِ عمل معلوم نہیں ہوتا تھا۔ بے شک یہ ایک مشکل کام تھا۔ اگر وہ کالن کے پاس جا کے صاف صاف قتل کا الزام عائد کرے جو اُس نے اپنے طور پر اُس سے منسوب کیا تھا تو کالن آمادہ ہو جائے گا۔ پولیس کے نام کی ذرا سی دھمکی کالن کو زیر و زبر کر دے گی۔ "ہاں یہ ممکن ہے۔ میں اُسے مجبور کر سکتا ہوں بشرطیکہ اُسے معلوم نہ ہونے پائے کہ تمھارا کیا بنا۔"

"اوہ ایڈی! ایڈی!" وہ بکھرے ہوئے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھوں سے آنکھیں مسلنے لگی۔ "اُسے کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا۔"

"مگر تم کیا کرو گی جوائس؟"

"میں کیا کروں گی؟" اُس نے افسردگی سے دُہرایا اور بولی۔ "میں یہاں سے غائب ہو جاؤں گی۔ بس ہوا میں تحلیل ہو جاؤں گی جیسے میرا وجود تھا ہی نہیں۔ اپنا نام، اپنا حلیہ، سارا ماضی سب کچھ بھلا کے کسی طرف نکل جاؤں گی۔ کسی دُورافتادہ مقام کی طرف۔ میکسیکو، ساؤتھ امریکہ، یورپ، کسی طرف بھی۔"

"اور رقم؟" ایڈی نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "تمھارے پاس کچھ ہے؟"

اُس کی مسکراہٹ زہریلی تھی۔ "یہ دن تو کسی وقت بھی آ سکتے تھے۔ ایسے ہی دنوں کے لیے وقتاً فوقتاً بچائی ہوئی میرے پاس تھوڑی بہت رقم پڑی ہے۔ بُرا بھلا گزارا ہو ہی جائے گا۔ تو تم سب سنبھال لو گے ایڈی؟" وہ کچھ نہ کہہ سکا۔ "بولو ایڈی!" جوائس بے چینی سے بولی۔ "تم اپنے دوست کی خاطر یہ سب نہیں کرو گے؟ یہی بہتر ہے ایڈی! اُس کے لیے بھی۔ حادثے کے بعد میں نے بیشتر وقت ہوٹل کے کمرے میں بند ہو کے گزارا ہے اور یہی سوچتی رہی ہوں۔ مجھے اس کے سوا کوئی اور مناسب صورت نظر نہیں آتی۔"

ایڈی نے اپنے ہونٹوں میں دبی ہوئی سگریٹ نکال لی اور مٹھی میں مسلنے لگا۔ "میرا خیال ہے، مجھے یہی کرنا ہو گا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے بولا۔

وہ صوفے سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ "ریڈ کا خیال رکھنا ایڈی!" اُس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اُس کا بُرا بھلا تم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھتا اور اُس کی بھلائی تم سے زیادہ کوئی نہیں چاہتا۔ اسی لیے میں صرف تمھارے پاس آئی ہوں۔ مجھے یہ سب کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ تم مشکل سے یقین کرو گے کہ وہ مجھے کتنا عزیز ہے۔ تمھیں بھلا کیسے یقین آئے گا کہ یہ سب کچھ اُس سے محبت کی خاطر ہے۔ کچھ لوگ ساتھ رہ کے اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ میں اس سے جدا ہو کے اپنی محبت کا ثبوت دے رہی ہوں۔"

"مجھے یقین ہے جوائس!" ایڈی نے آہستگی سے کہا۔ اُس کی آواز قدرے بلند ہوتی تو حلق میں اٹک جاتی۔ "تم میں بڑی جرأت، بڑی ہمت ہے۔"

"تم کہو گے کہ میں کیسی عجیب عورت ہوں۔" وہ اپنا کوٹ پہنتے ہوئے بولی۔ "میں ایسی ہی ہوں ایڈی! دنیا کی شاید سب سے واہیات عورت۔ اگر ایسی نہ ہوتی تو آج اس موڑ پر نہ پہنچتی۔ میں اس وقت یہاں کیوں ہوتی۔" اُس کی آواز ڈگمگانے لگی تھی۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف چل دی اور باہر جاتے جاتے مڑ کے بولی۔ "تم کتنے پیارے ہو ایڈی! میں تمھیں ہمیشہ یاد رکھوں گی۔"

"ذرا ایک منٹ۔" وہ دروازہ کھولنا ہی چاہتی تھی کہ ایڈی نے چونک کے اُسے پکارا۔ "آج میں نے ریڈ کے پلنگ کی دراز میں تمھاری شادی کی انگوٹھی دیکھی تھی۔ وہ خواب آور گولیوں کے نشے میں گہری نیند سویا ہوا تھا۔ تمھیں معلوم ہے، میں نے کیا سوچا؟ میں نے سوچا کہ اُس نے تمھیں ختم کر دیا ہے اور تمھاری شناخت مٹانے کے لیے انگوٹھی اتار لی ہے۔"

"اوہ ایڈی! کیا وہ ایسا کر سکتا تھا؟"

"مگر وہ اُس کے پاس کیسے آئی؟"

"اُس کے کینٹکی جانے سے ایک دن پہلے ہی میں نے اُسے دی تھی۔ اُس کا ایک چھوٹا ہیرا کہیں کھو گیا تھا یا تو وہ اُسے جوہری کے پاس لے جانا بھول گیا یا ہیرا جڑوا کے واپس لایا ہو گا۔" وہ بائیں ہاتھ کی خالی انگلی دیکھتی رہی۔ "کاش وہ میرے پاس ہوتی!"

"اب یہ ممکن نہیں۔"

اُس نے ایک گہری سانس لی۔ "خدا حافظ ایڈی! خدا تم پر اپنا سایہ رکھے۔"

دروازہ کھلا اور بند ہو گیا۔ دسمبر کی خون جماتی ہوا اندر چلی آئی تھی۔

وہ جا چکی تھی۔ ایڈی جانے کب تک وہاں کھڑا بند دروازہ تکتا رہا۔ اُس کی مٹھی میں جکڑی ہوئی بے چلی سگریٹ ریزہ ریزہ ہو گئی تھی۔ جانے کتنی دیر گزر گئی۔ آخر وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا ٹیلی فون کے پاس پہنچا۔ اُس نے ایک جھٹکے سے ریسور اُٹھا لیا۔